مئی ۱۹۹۲ء

ماہنامہ

حکمتِ قرآن

لاہور

مدیر مسئول

ڈاکٹر اسرار احمد

حرفِ اوّل	عاکف سعید	۲
کلمہ طیّبہ کی مثال (مطالعہ قرآن حکیم)	ڈاکٹر اسرار احمد	۴
خصوصیات صحابہ کرامؓ (۲)	مولانا اخلاق حسین قاسمی	۹
حکمتِ اقبال (۴۱)	ڈاکٹر محمد رفیع الدین مرحوم	۱۵
لغات و اعراب قرآن (۳۴)	پروفیسر حافظ احمد یار	۲۳
رُوداد سالانہ اجلاس مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور	سراج الحق سیّد	۳۳
سالانہ رپورٹ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور	سراج الحق سیّد	۳۹

مرکزی انجمن خدّام القرآن لاہور

امتحانات سے فارغ طلبہ کے لئے

اسلامک جنرل نالج ورکشاپ

۹ر مئی ۹۲ء تا ۱۱ر جون ۹۲ء

قرآن کالج لاہور

میں منعقد ہوگی (ان شاء اللہ) جس میں مندرجہ ذیل مضامین کی تدریس ہوگی:

۱۔ نماز و قراءت قرآن کی تصحیح
۲۔ سیرت النبیؐ و مطالعہ دینی لٹریچر
۳۔ قرآن حکیم کے منتخب اسباق
۴۔ تاریخ اسلام
۵۔ ارکان اسلام اور ان سے متعلق تفصیلات

نوٹ

- اوقات تعلیم صبح ۸ بجے سے ۱۲ بجے دوپہر تک ہونگے۔
- کورس فیس مبلغ ۲۰۰ر روپے ہے، جس میں جملہ کتب کی قیمت شامل ہے۔
- ہاسٹل میں رہائش کی محدود گنجائش ہے۔
- ہاسٹل میں قیام و طعام کا اضافی خرچ ۵۰۰ روپے ہے۔
- مستحق طلباء کے لئے رعایت کی گنجائش ہے۔
- تدریس کا آغاز ان شاء اللہ ۹ر مئی سے ہو جائے گا۔

المعلن: ناظم قرآن کالج لاہور۔ ۱۹۱ر اے، اتاترک بلاک۔ نیو گارڈن ٹاؤن لاہور۔

فون: ۸۳۳۶۳۷ - ۸۳۳۶۳۸

زیر اہتمام: مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

وَمَن يُؤتَ الحِكمَةَ فَقَد أُوتِيَ خَيرًا كَثِيرًا

(البقرہ: ۲۶۹)

قرآن اکیڈمی لاہور

ماھنامہ

حکمتِ قرآن

لاھور

بیادگار: ڈاکٹر محمد رفیع الدین ایم اے، پی ایچ ڈی، ڈی لٹ، مرحوم

مدیر اعزازی: ڈاکٹر ابصار احمد، ایم اے، ایم فل، پی ایچ ڈی

معاون: حافظ عاکف سعید، ایم اے (فلسفہ)

ادارہ تحریر: پروفیسر حافظ احمد یار، حافظ خالد محمود خضر

جلد ۱۱ | مئی ۱۹۹۲ء ذوالقعدہ ۱۴۱۲ھ | شمارہ ۵

— یکے از مطبوعات —

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

۳۶-کے ماڈل ٹاؤن لاہور ۱۴- فون: ۸۵۶۰۰۳

کراچی آفس: ۱۱-داؤد منزل متصل شاہ بجری، شاہراہ لیاقت کراچی فون: ۲۱۶۵۸۶

سالانہ زرِ تعاون ۴۰/- روپے، فی شمارہ ۴/- روپے

مطبع: آفتاب عالم پریس، ہسپتال روڈ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ اوّل

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کا بیسواں سالانہ اجلاس عام طے شدہ پروگرام کے مطابق گذشتہ ماہ کی بیس تاریخ کو قرآن آڈیٹوریم اتاترک بلاک نیو گارڈن ٹاؤن میں منعقد ہوا ـ اس اجلاس کی اطلاع پر مشتمل مراسلہ تمام اراکین انجمن کو دستور کے مطابق اجلاس کے انعقاد سے پندرہ روز قبل حوالۂ ڈاک کیا گیا تھا ـ اسی طرح مرکزی انجمن کی سالانہ رپورٹ بابت سال ۱۹۹۱ء بھی اجلاس سے چند روز قبل تمام اراکین کی خدمت میں ارسال کردی گئی تھی ـ یہ رپورٹ حسب سابق "حکمت قرآن" میں بھی شائع کی جارہی ہے ـ زیر نظر شمارے کے آخری ۲۶ صفحات اسی رپورٹ پر مشتمل ہیں ---- اس بار مرکزی انجمن کے سالانہ اجلاس کی ایک خاص بات یہ تھی کہ اس میں منسلک (Affiliated) انجمنوں کے نمائندوں کو بھی مدعو کیا گیا تھا ـ چنانچہ نہ صرف یہ کہ پاکستان کے مختلف شہروں مثلاً کراچی، ملتان، فیصل آباد، اور کوئٹہ میں قائم شدہ منسلک انجمنوں کے نمائندے اجلاس میں شریک ہوئے بلکہ بیرون پاکستان سے بھی بہت سے احباب اپنے اپنے ممالک یا شہروں میں قائم شدہ انجمنوں کی نمائندگی کے لئے موجود تھے ـ ان نمائندگان میں SSQ شکاگو، انجمن خدام القرآن الواسیع (سعودی عرب)، شارجہ (متحدہ عرب امارات) اور ریاض کے احباب شامل تھے ـ ان تمام احباب نے نہ صرف یہ کہ اپنی اپنی انجمنوں کا تعارف کرایا بلکہ ان کی سالانہ کارگزاری کا ایک مختصر جائزہ بھی شرکاء اجلاس کے سامنے پیش کیا --- اس اجلاس عام کی قدرے مفصل روداد بھی شمارہ ہذا میں شامل کردی گئی ہے، جو یقیناً قارئین کے مطالعے میں آئے گی ـ

☆ ☆ ☆

"حکمت قرآن" کے گذشتہ شمارے کے ادارتی صفحات میں ایک واقعاتی غلطی کی

اصلاح کرتے ہوئے یہ اعلان کیا گیا تھا کہ آئندہ پرچے کے لوح کے صفحے پر ڈاکٹر محمد رفیع الدین مرحوم کے نام کے ساتھ "جاری کردہ" کی بجائے "بیاد گار" کا لفظ بالالتزام شائع کیا جایا کرے گا اور جاری کنندہ کے طور پر محترم چوہدری مظفر حسین صاحب کا نام درج ہوگا ـــــــ حال ہی میں ہمیں محترم چودھری صاحب کا ایک گرامی نامہ موصول ہوا ہے جس میں انہوں نے ایثار ذات کی ایک اچھی مثال قائم کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ "حکمت قرآن" کے جاری کنندہ کے بارے میں واقعاتی غلطی کی اصلاح ہو جانا ہی ان کے نزدیک کفایت کرتا ہے' پرچے کی لوح پر جاری کنندہ کے الفاظ کے ساتھ ان کا نام شائع کرنا غیر ضروری ہے۔ ہم محترم چودھری صاحب کی خواہش کے احترام میں ان کا نام اوپر کے صفحے سے حذف کر رہے ہیں۔ چودھری صاحب موصوف کا گرامی نامہ پیش خدمت ہے:

محترمی و مکرمی ڈاکٹر صاحب
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

حکمت قرآن کا شمارہ مارچ اپریل ۱۹۹۲ء موصول ہوا۔ شکرگزار ہوں کہ آپ نے حسب وعدہ حبیب اللہ قریشی مرحوم و مغفور کا مضمون شائع فرمادیا۔ مجھے اس مضمون کی اشاعت سے بہت خوشی ہوئی ہے۔ بہت بہت شکریہ۔

اس شمارہ میں حکمت قرآن کے اندرونی سرورق پر میرا نام بطور جاری کنندہ شائع ہوا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ حکمت قرآن کا نام بھی میں نے تجویز کیا تھا اور اسے جاری بھی میں نے کیا تھا لیکن میں سرورق پر صرف "بیاد گار ڈاکٹر محمد رفیع مرحوم" کے الفاظ دیکھنے کا متمنی ہوں' میرے نام کی اشاعت غیر ضروری ہے ۔ سرورق پر اتنے سارے ناموں کی اشاعت ذوق سلیم پر گراں گزرتی ہے اور میرا Contribution بھی اتنا نہیں کہ یہ نام اہتمام سے دیا جائے ۔ آپ میرے ساتھ جو تعلق خاطر رکھتے ہیں میرے لئے وہی کافی ہے۔ چنانچہ میرے نزدیک ایسی چھوٹی چھوٹی باتیں ہرگز کوئی اہمیت نہیں رکھتیں ۔ جو لوگ یہ پرچہ نکال رہے ہیں انہی کا نام آنا چاہیے یا پھر ڈاکٹر محمد رفیع الدین صاحب کا اور بس۔

والسلام مع الاکرام

نیازمند
مظفر حسین

مطالعۂ قرآن حکیم

ڈاکٹر اسرار احمد

کلمۂ طیّبہ کی مثال

سورۃ ابراہیم کی آیات ۲۴ تا ۲۷ کی روشنی میں

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَلَمْ تَرَ کَیْفَ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا کَلِمَۃً طَیِّبَۃً کَشَجَرَۃٍ طَیِّبَۃٍ
اَصْلُھَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُھَا فِی السَّمَآءِ ○ تُؤْتِیْٓ اُکُلَھَا
کُلَّ حِیْنٍۭ بِاِذْنِ رَبِّھَا وَیَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ
لَعَلَّھُمْ یَتَذَکَّرُوْنَ ○ وَمَثَلُ کَلِمَۃٍ خَبِیْثَۃٍ کَشَجَرَۃٍ
خَبِیْثَۃِ نِ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَالَھَا مِنْ قَرَارٍ ○
یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوۃِ
الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ وَیُضِلُّ اللّٰہُ الظّٰلِمِیْنَ
وَیَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ ○

"کیا تم نے غور نہیں کیا کیسے مثال بیان فرمائی اللہ نے کلمۂ طیّبہ کی ایک ایسے شجرۂ طیبہ کے مانند جس کی جڑ مضبوطی سے جمی ہوئی ہو اور اُس کی شاخیں آسمان کو چھُو رہی ہوں اور وہ اپنا پھل اپنے رب کے حکم سے ہمیشہ بھرپور دیتا ہو ـــــ اور اللہ لوگوں کے لیے ایسی تمثیلیں بیان کرتا ہے تاکہ وہ یاددہانی حاصل کر سکیں۔ اور کلمۂ خبیثہ کی مثال ایک شجرۂ خبیثہ کی سی ہے جو زمین کے اُوپر ہی سے اکھاڑ لیا جائے اور اسے کوئی ثبات حاصل نہ ہو۔ اللہ اہلِ ایمان کو قولِ ثابت کے ذریعے دنیا میں بھی ثبات عطا فرماتا ہے اور آخرت میں بھی ـــــ اور اللہ بے راہ کر دیتا ہے ظلم کرنے والوں کو، اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے ـــــ !!

مطالعۂ قرآن حکیم

ڈاکٹر اسرار احمد

کلمۂ طیّبہ کی مثال

سورۂ ابراہیم کی آیات ۲۴ تا ۲۷ کی روشنی میں

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ۝ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۭ بِاِذْنِ رَبِّهَا وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ۝ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ۝

"کیا تم نے غور نہیں کیا کیسے مثال بیان فرمائی اللہ نے کلمۂ طیّبہ کی ایک ایسے شجرۂ طیبہ کے مانند جس کی جڑ مضبوطی سے جمی ہوئی ہو اور اُس کی شاخیں آسمان کو چھُو رہی ہوں اور وہ اپنا پھل اپنے رب کے حکم سے ہمیشہ بھرپور دیتا ہو ـــــ اور اللہ لوگوں کے لیے ایسی تمثیلیں بیان کرتا ہے تاکہ وہ یاددہانی حاصل کر سکیں۔ اور کلمۂ خبیثہ کی مثال ایک شجرۂ خبیثہ کی سی ہے جو زمین کے اُوپر ہی سے اکھاڑ لیا جائے اور اسے کوئی ثبات حاصل نہ ہو۔ اللہ اہلِ ایمان کو قولِ ثابت کے ذریعے دنیا میں بھی ثبات عطا فرماتا ہے اور آخرت میں بھی ـــــ اور اللہ بے راہ کر دیتا ہے ظلم کرنے والوں کو، اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے ـــــ!!

یہ ایک جانی پہچانی حقیقت ہے کہ آسمانی کتابوں میں تمثیلات بکثرت بیان ہوئی ہیں، اس لیے کہ ان کے مخاطب تمام انسان ہوتے ہیں جن میں اکثریت ان عوام النّاس کی ہوتی ہے جو اعلیٰ علمی حقائق کو علمی اندازِ بیان اور فنّی اصطلاحات کے حوالے سے تو نہیں سمجھ سکتے، ہاں اگر انہیں عام فہم تشبیہوں اور تمثیلوں کے ذریعے بات سمجھائی جائے تو سمجھ لیتے ہیں۔ اسی لیے ان تشبیہوں اور تمثیلوں کا ان کے تمام مشاہدات سے ماخوذ ہونا ضروری ہے۔ تورات میں تمثیلیں بہت کم ملتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ تمام تر احکام و شرائع ہی کا مجموعہ ہے یعنی صرف کتاب و شریعت پر مشتمل ہے۔ اس کے برعکس انجیل میں تمثیلیں نہایت کثرت سے وارد ہوئی ہیں۔ اس لیے کہ وہ کُل کی کُل حکمت اور معرفت پر مشتمل ہیں اور ظاہر ہے کہ تمثیل کی ضرورت ایسے ہی اعلیٰ اور لطیف علمی حقائق کی وضاحت کے لیے پیش آتی ہے۔ قرآن چونکہ مجموعہ ہے دلائل و براہین، احکام و شرائع اور حکمت و معرفت سب کا، لہٰذا اس میں تمثیلات کی کثرت اتنی تو نہیں ہے جتنی انجیل میں ہے، لیکن جتنی تمثیلیں بھی اس میں وارد ہوئی ہیں وہ سب فصاحت و بلاغت کی معراج کی مصداق ہیں ___ ان ہی میں سے دو تمثیلیں یہ ہیں جو ان آیاتِ مبارکہ میں بیان ہوئیں۔ ایک مثال ہے کلمۂ طیّبہ یعنی کلمۂ توحید کی ___ اور دوسری مثال ہے کلمۂ خبیثہ یعنی کلماتِ شرکیہ کی ___!!

کلمۂ طیّبہ یا کلمۂ توحید کی مثال ایک ایسے مثمر درخت کی ہے جس کی جڑیں بھی مضبوط ہوں اور زمین کی گہرائی میں اُتری ہوئی ہوں، اور شاخیں بھی نہ صرف یہ کہ خوب پھیلی ہوتی ہوں بلکہ بلند بھی اتنی ہوں گویا کہ آسمان کو چھو رہی ہوں۔ واضح رہے کہ ان دونوں چیزوں کا تعلق درخت کی غذا سے ہے۔ درخت ایک جانب تو زمین سے غذا حاصل کرتا ہے جس کے لیے جڑوں کا مضبوطی کے ساتھ جمے ہونا اور زمین میں گہرا اترے ہونا ضروری ہے۔ دوسری جانب وہ فضا سے بھی غذا حاصل کرتا ہے جس کے لیے اُس کی شاخوں کا چاروں طرف خوب پھیلے ہونا بھی لازمی ہے اور زیادہ سے زیادہ بلند ہونا بھی، تاکہ وہ تنازع للبقاء کے اصول کے تحت آس پاس کے درختوں سے بلند تر ہو کر بلا روک ٹوک فضا سے غذا حاصل کر سکے۔ ان ہی دونوں چیزوں پر دارومدار ہے اُس کے پھل دینے کا ___ غذا اگر وافر بھی مل رہی ہو اور اعلیٰ سے اعلیٰ اور عمدہ سے عمدہ بھی مل رہی ہو تو ظاہر ہے کہ پھل بھی اچھے سے اچھا اور ہر موسم پر پُورا اور بھرپور آئے گا۔

بالکل یہی مثال کلمۂ توحید کی بھی ہے۔ اس کے تغذیہ و تقویت کا معاملہ بھی دو اطراف سے متعلق ہے۔ ایک فطرتِ انسانی سے جو صالح زمین سے مشابہ ہے اور جس کی گہرائیوں میں توحید کے صاف ستھرے سوتے بہہ رہے ہوں۔ جہاں سے توحید فی العقیدہ، توحید فی العمل اور توحید فی الطلب سب کو غذا ملتی ہے۔ دوسرے آفاقی آیات و شواہد سے، جن پر غور و فکر سے عقلِ انسانی توحیدِ تخلیق اور توحیدِ تدبیر کا سراغ پاتی ہے۔ اِن دونوں کو قرآن مجید نے نہایت جامعیت و اختصار کے ساتھ تو ایک آیت میں اس طرح جمع کیا کہ:

سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِى الْاٰفَاقِ وَفِىْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ط (حٰمٓ السجدۃ: ۵۳)

"ہم عنقریب دکھائیں گے انہیں اپنی آیات آفاق میں بھی اور خود ان کے نفوس میں بھی یہاں تک کہ یہ بات بالکل کھل جائے گی کہ حق وہی ہے!"

اور علیحدہ علیحدہ ان اسالیب میں بیان کیا کہ کہیں تو اپنے من میں ڈوب کر سراغِ زندگی پانے کی تلقین فرمائی بلفحوائے الفاظ قرآنی: وَفِىْٓ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ○ اور چونکہ اس کی صلاحیت و استعداد کم ہی لوگوں میں ہوتی ہے لہٰذا یہ مضمون قرآن میں نسبتاً کم ملے گا آیاتِ آفاقی پر دعوتِ تعقّل و تفکّر کے مقابلے میں جس کا نہایت کثرت سے اعادہ ہوا ہے بالخصوص مکّی سورتوں میں ــــ اور جس کا نہایت جامع خلاصہ ہے سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۶۴ میں، جسے "آیتُ الآیات" قرار دیا جائے تو غلط نہ ہو گا جس کا ترجمہ ہے:

"یقیناً آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں، اور رات اور دن کے اُلٹ پھیر میں، اور اُس کشتی میں جو لوگوں کی ضرورت کی چیزیں لے کر دریا میں چلتی ہے، اور اُس پانی میں جسے اللہ نے آسمان سے برسایا اور اس کے ذریعے زمین کو اُس کے مُردہ ہو جانے کے بعد زندہ کیا، اور پھیلا دیئے اس میں ہر نوع کے جاندار، اور ہواؤں کے چلانے میں اور اُس بادل میں کہ جو آسمان اور زمین کے مابین مامور ہے، نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو عقل سے کام لیں!"

الغرض توحید کا شجرۂ طیّبہ بھرپور غذا حاصل کرتا ہے فطرتِ انسانی کی زمین سے بھی اور آیاتِ آفاقی میں غور و فکر سے بھی ــــ اور پھر بھرپور پھل لاتا ہے اخلاقِ حسنہ، اعمالِ صالحہ، اور اعلیٰ سیرت و کردار کا ــــ

جن کے نمونے ملتے ہیں انبیاء و صدیقین، شہداء و صلحاء اور اتقیاء و ابرار کی سیرتوں اور شخصیتوں میں، جو اصل میں ثمرِ طیّب ہے توحید کے کلمۂ طیّبہ ہی کے شجرۂ طیّبہ کا۔

اس کے برعکس معاملہ ہے مشرکانہ اوہام وعقائد کا، کہ اُن کے لیے نہ فطرتِ انسانی میں کوئی جڑ بنیاد موجود ہے، نہ ہی اس وسیع وعریض کائنات کے کسی گوشے سے انہیں کوئی تائید حاصل ہوتی ہے۔ گویا اُن کی مثال اُس جھاڑ جھنکاڑ کی سی ہے جو زمین پر ایسے ہی پھیل گیا ہو کہ نہ اس کی جڑیں گہرائی میں اُتری ہوئی ہوں نہ شاخیں فضا میں بلند ہوں، چنانچہ اُس میں نہ پھول لگتے ہوں نہ پھل، نہ اُس کا کوئی سایہ ہی ہو جس کے تلے کوئی تھکا ماندہ مسافر کسی وقت استراحت کر لے، نہ کسی کو کوئی غذا کا سامان ہی اُس سے حاصل ہوتا ہو۔ پھر یہ کہ اُسے کوئی ثبات و قرار بھی حاصل نہیں، جہاں کسی نے ذرا سا ہاتھ لگایا اُس کی جڑیں زمین سے فوراً جُدا ہو گئیں جیسے کہیں اُوپر ہی رکھی ہوئی تھیں۔ جبکہ اُس کے برعکس ہے معاملہ کلمۂ توحید کے شجرۂ طیّبہ کا کہ اُسے زمین سے اُکھاڑنا آسان نہیں ہوتا۔ گویا جو لوگ فی الواقع توحید پر کاربند ہوں اور عقیدۂ توحید ان کے رگ و پے میں واقعۃً سرایت کر گیا ہو ان کو دنیا میں نہ کسی طرح ہراساں کیا جا سکتا ہے نہ خوف زدہ، اور نہ رنجیدہ نہ غمگین، اس لیے کہ توحید کا تو اصل حاصل ہی خوف اور غم دونوں سے نجات ہے، بمصداق الفاظِ قرآنی: اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ (”آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ کے حقیقی دوستوں کے لیے نہ کوئی خوف ہے اور نہ ہی وہ غم واندوہ سے دوچار ہونے والے ہیں!“) اسی حقیقت کو یہاں ان الفاظ میں بیان فرمایا کہ: يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ (یعنی اللہ توحید کے قولِ ثابت کے ذریعے اہلِ ایمان کو دُنیا میں بھی ثبات واستقلال عطا فرماتا ہے اور آخرت میں بھی!) واضح رہے کہ یہی لفظ ”تثبیت“ وارد ہوا ہے سورۃ الانفال میں، جہاں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کی مدد کے لیے فرشتوں کو بھیجا اس حکم کے ساتھ کہ: ”فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا!“ یعنی ”قدم جما دو اہلِ ایمان کے!“۔ گویا توحید کے کلمۂ طیّبہ کی بنا پر جیسے اہلِ ایمان کے قدم اس دُنیا میں معرکۂ حق و باطل میں جمے رہتے ہیں، ایسے ہی میدانِ حشر میں بھی پُورے سکون و ثبات کے ساتھ جمے رہیں گے۔ اور پھر جنّت میں وہ پھلیں پھولیں گے اپنے ربّ کی رحمتوں اور شفقتوں کے سائے میں۔ اور اس کے برعکس ہے معاملہ مشرکین کا جن کے ضمن میں فرمایا: ”وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ“ واضح رہے کہ ”ظلم“ سے قرآن مجید

میں اکثر و بیشتر 'شرک' مراد ہوتا ہے از روئے الفاظِ قرآنی : اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۔ (یقیناً شرک بہت بڑا ظلم ہے!) اب ظاہر ہے کہ مشرک کو بھی جس طرح حیاتِ مادی کے لیے پانی اور ہوا کی ضرورت ہے اسی طرح ضمیر کے اطمینان کے لیے جھوٹ موٹ کی کسی نہ کسی نیکی کا سہارا ضروری ہے۔ چنانچہ کچھ نہ کچھ اُلٹی سیدھی اور جھوٹی سچی نیکیاں وہ بھی اپنے نامۂ اعمال میں جمع کراتے ہیں لیکن ان کے یہ اعمال نتیجہ خیز اور بار آور نہیں ہوتے، اس لیے کہ اُن کی پشت پر توحید یا اخلاص موجود نہیں ہوتا چنانچہ ایسی تمام نیکیاں رائیگاں جاتی ہیں، جیسے کہ اسی سورۂ مبارکہ کی آیت ۱۸ میں تمثیل بیان ہو چکی ہے کہ :

مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ِۨاشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰي شَيْءٍ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ۝

"اُن لوگوں کے اعمال کی مثال جنہوں نے اپنے ربّ کا کفر کیا ایسے ہے جیسے راکھ جس پر کسی آندھی والے دن تیز ہوا چلے۔ چنانچہ جو کمائی (بزعمِ خویش) انہوں نے کی ہوگی، اس میں سے اُن کے پلّے کچھ بھی نہ پڑ سکے گا۔ (ظاہر ہے کہ) یہی گمراہی کی انتہا ہے!"

اس اہم مضمون کے لیے ایسی ہی فصیح و بلیغ تمثیل وہ بھی ہے جو سورۃ النّور میں وارد ہوئی :

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۢ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَاۗءً ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْــــًٔا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝

"اور جن لوگوں نے کفر کی روش اختیار کی اُن کے اعمال (یعنی نیکیاں) اس سراب کے مانند ہیں جو کسی چٹیل میدان میں ہو، اور جسے پیاسا پانی سمجھ رہا ہو لیکن جب وہ وہاں پہنچے تو اُسے کچھ بھی نہ پائے، بلکہ وہ پائے وہاں اللہ کو جو اس کا حساب چکا دے۔ اور اللہ کو حساب چکاتے دیر نہیں لگتی۔!"

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس دردناک انجام سے بچائے اور توحید کی دولت سے سرفراز فرمائے اور خلوص و اخلاص کی نعمت مرحمت فرمائے۔ آمین ـــــ یا ربّ العالمین !

اَقُوْلُ قَوْلِیْ هٰذَا وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِیْ وَلَكُمْ وَلِسَآئِرِ الْمُسْلِمِیْنَ ـــ وَالْمُسْلِمَاتِ !

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

خصوصیات صحابہ کرامؓ

قرآن حکیم کی روشنی میں (۲)

مولانا سید اخلاق حسین قاسمی دہلوی

اصولی جماعت کی بنیاد: توحید فی الحکم

اُمّتِ مسلمہ اور ایک اصولی جماعت کی بنیاد "توحید فی الحکم" کے عقیدہ پر قائم ہوتی ہے اور توحید کی یہ قسم نہایت نازک اور اہم ہے۔

توحید فی الحکم کا مطلب یہ ہے کہ حکم دینا، شریعت وضع کرنا اور مخلوق کے لیے زندگی کا نظام بنانا صرف خداوند قدوس کا حق ہے۔ نبی و رسول حکم خداوندی کے شارح (قولی گواہ) اور شاہد (عملی گواہ) ہوتے ہیں۔ نبی شریعت ساز نہیں ہوتا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول و عمل (حدیث و سنت) کے ذریعہ شریعت کے احکام و عبادات میں جو تفصیلی ہدایات دیں وہ بھی وحیِ الٰہی کی روشنی میں دیں۔ علماءِ دین نے وحی کی دو قسمیں کی ہیں — ایک وحیِ متلو یعنی قرآن کریم — اور دوسری وحی غیر متلو یعنی حدیثِ نبویؐ۔

توحید فی الحکم کی بنیادی حیثیت کو واضح کرنے کے لیے جس صحابیؓ رسول کو خداتعالیٰ نے منتخب کیا وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔ صلح حدیبیہ کے واقعہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکینِ مکہ کے ساتھ صلح کرنے میں اپنے آپ کو پیچھے ہٹالیا۔ یہ حق و باطل کی سیدھی ٹکر تھی، اس میں حق کے نمائندہ کا پسپائی پر راضی ہو جانا بڑا اہم مسئلہ تھا۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جزوی معاملات میں اپنی رائے یا صحابہ رضؓ کے

مشورہ کے مطابق فیصلہ کر لیتے تھے، لیکن یہ معاملہ بنیادی تھا۔ اس میں کیا حضورؐ نے اپنی ذاتی رائے سے فیصلہ کیا اور کیا یہ حق حضورؐ کو حاصل تھا؟ حضرت عمرؓ کے دل میں یہی اصولی سوال پیدا ہوا اور اس سوال کو حل کرنے کی غرض سے خدا نے آپؓ کے دل میں جذبۂ حق پیدا کیا اور آپؓ نے حضورؐ سے سوال کیا:

یَارَسُولَ اللہ! اَوَلَسْنَا بِالمُسْلِمِیْن؟ اَوَلَیْسُوْا بِالْمُشْرِکِیْن؟
قال علیہ السلام: "بلیٰ"۔ قال: فعلام نعطی الدنیّۃ فی دیننا؟ فقال صلی اللہ علیہ وسلم:
اَنَا عَبْدُ اللہِ ورسولُہ، لَنْ اُخالِفَ اَمْرَہ' ولن یُضیعنی۔ (ابن کثیر، ۱۹۶ جلد ۴)

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی دینی فراست نے منکرین زکوٰۃ کے خلاف اقدام کرنے کے معاملہ میں اہم رول ادا کیا، لیکن اس سے زیادہ نازک قانونی مسئلہ میں انہوں نے حضرت عمرؓ کے اضطراب کو یہ کہہ کر دُور کرنے کی کوشش کی کہ:

" اَلْزِمْ غَرْزَہٗ حَیْثُ کَان " (عمرؓ! حضورؐ کی رکاب پکڑے رہو جس طرح ہو سکے۔) یعنی صدیق اکبرؓ نے "آمنا وصدقنا" کا مقام اختیار کیا۔ حضورؐ نے حضرت عمرؓ کا اضطراب دیکھ کر اسے اصولی انداز سے دُور فرمایا۔ حضورؐ اپنی پیغمبرانہ فراست سے سمجھ گئے کہ عمرؓ کہاں بول رہے ہیں۔ پھر عمرؓ جہاں بول رہے تھے حضورؐ نے اسی کے مطابق جواب دیا۔ فرمایا:

"عمرؓ! میں خدا کا رسول اور اس کا بندہ ہوں، میں خدا کے حکم کے خلاف نہیں کر سکتا، یقیناً وہ مجھے برباد نہیں کرے گا۔"

مسئلہ صاف ہو گیا کہ مشرکین کے مقابلہ میں حدیبیہ کی بظاہر مغلوبانہ صلح اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق ہوئی ہے، حضورؐ کی ذاتی رائے سے نہیں ہوئی۔ حضرت عمرؓ یہ ضرور فرماتے ہیں کہ:

"ما زلت اصوم و اصلّی و اتصدّق و اعتق من الذی

صنعت مخافة کلامی الذی تکلمت به یومئذ،
حتی رجوت ان یکون خیرا "۔
(میں نے اس دن کی گفتگو کو سوءِ ادب سمجھ کر اس کے کفارہ کے لیے
نمازیں پڑھیں، روزے رکھے، صدقہ دیا، غلام آزاد کیے، یہاں تک
کہ مجھے امید ہے کہ وہ قبول کی جائیں گی۔)

لیکن یہ فرمانا حضرت عمرؓ کا تواضع کے طور پر تھا۔ درحقیقت اس میں جو دینی مصلحت پوشیدہ تھی اسے اوپر واضح کیا گیا ہے۔

اس کے علاوہ حضرت عمرؓ کے ساتھ وفاتِ رسولؐ کے موقعہ پر قرطاس کا جو واقعہ پیش آیا، اس کا تعلق بھی اسی دینی مصلحت سے ہے۔ حضرات صحابہ کرامؓ کے سامنے "شرک فی الحکم" کے سلسلہ میں سورۃ التوبہ (۳۱) کی وہ آیت موجود تھی جس میں نومسلم عیسائی حضرت عدی ابن ابی حاتم کو خلجان پیدا ہوا تھا اور حضورؐ نے ان کے خلجان کو دور کرتے ہوئے فرمایا تھا:

"عدی! کیا تم اپنے علماء و مشائخ کو شریعت ساز نہیں قرار دیتے؟"
انہوں نے کہا: "جی ہاں، یہ بات تو ہے" اس پر آپؐ نے فرمایا:
اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ
کا یہی مطلب ہے۔"

"توحید فی الحکم" کی چند مزید مثالیں ملاحظہ ہوں:-

(۱) حضرت عبداللہ ابن رواحہؓ اور یہود خیبر کا واقعہ

حضرت عبداللہ کا واقعہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو خیبر کے یہودیوں سے جزیہ کی رقم وصول کرنے کے لیے بھیجا۔ یہودی ایک رشوت خور اور سود خور جماعت تھی۔ انہوں نے اسلامی عامل حضرت عبداللہ کو پیسہ کا لالچ دے کر کہا:

" عبداللہ! ایسا کرو کہ جزیہ کی جو رقم تشخیص ہو اس کا آدھا حصہ تو تم مدینہ لے جاؤ اور آدھے حصہ میں سے ایک حصہ ہمارے لیے چھوڑ دو اور ایک حصہ

اپنے پاس رکھ لو۔ اس طرح کچھ فائدہ تم کو بھی ہو جائے گا۔" رسولِ پاکؐ کے عامل نے اس کا یہ جواب دیا:

"اے یہود! رسولِ پاکؐ کی محبت اور تمہاری عداوت دونوں میں سے کوئی چیز مجھے خیانت کرنے پر آمادہ نہیں کر سکتی۔"

یعنی حضورؐ کی محبت میں تمہیں نقصان پہنچاؤں یا تمہاری عداوت میں حضورؐ کو فائدہ پہنچاؤں، یہ مجھ سے نہیں ہوگا۔ میرے ایمان کا معاملہ اللہ تعالیٰ سے وابستہ ہے ۔۔ عبداللہ ابنِ رواحہ رضؓ کے کام پر کوئی جاسوس مقرر نہیں تھا، وہ جو کچھ کرتے کر سکتے تھے۔ لیکن "مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ" پر ان کا ایمان تھا۔ اس نے انہیں دولت کی طمع سے بچا لیا۔ حضرات صحابہ رضؓ کے اندر اس آیتِ مبارکہ کا یقین موجود تھا:

يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ○ (التوبہ: ۹۶)

(یہ منافقین اگر جھوٹی قسمیں کھا کر تمہیں راضی بھی کر لیں تو اس سے کیا ہوتا ہے، خدا تعالیٰ تو ان نافرمانوں سے راضی نہیں!)

(۲) حضرت بریرہؓ اور مغیث صحابی رضؓ کا واقعہ:

حضرت بریرہ رضؓ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کی تربیت یافتہ باندی تھیں جنہیں آپؐ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے لیے وقف کر دیا تھا۔ حضورؐ نے بریرہؓ کا نکاح حضرت مغیث رضؓ کے ساتھ کر دیا۔ بریرہ رضؓ ایک حسین خاتون تھیں اور مغیث رضؓ ایک سیاہ فام شخص تھے۔ شریعت کا قانون ہے کہ باندی آزاد ہونے کے بعد غلامی کے دور کا نکاح توڑ سکتی ہے۔ چنانچہ جب حضورؐ نے بریرہؓ کو آزاد کیا تو انہوں نے مغیث رضؓ سے ترکِ تعلق کا فیصلہ کر لیا۔ مغیث رضؓ نے بہت اصرار کیا، مگر وہ باز نہیں آئیں۔ حضورؐ نے بریرہ رضؓ کو مشورہ دیا کہ یہ نکاح قائم رکھیں مگر بریرہ نے حضورؐ کو نہایت قانونی قسم کا جواب دیا۔ بولیں:

"حضورؐ! یہ آپ کا ذاتی مشورہ ہے یا شریعت کا حکم ہے؟" آپؐ نے

فرمایا: "میرا ذاتی مشورہ ہے" بریرہؓ بولیں: "تو پھر حضورؐ! میں اسے قبول کرنے سے معذور ہوں۔" آپؐ نے سکوت فرمایا — اور بریرہؓ نے وہ رشتہ توڑ دیا۔

بریرہ حضرت عائشہؓ جیسی محدث اور فقیہہ خاتون کی تربیت میں رہ چکی تھیں۔ صحابہؓ میں حضرت عائشہؓ کی قانون دانی مشہور ہے۔ اسی تربیت کا اثر تھا کہ بریرہؓ نے قانونِ شریعت کے سہارے حضورؐ کا ذاتی مشورہ قبول نہیں کیا۔ اور ایک عورت کو شریعتِ اسلامیہ نے جو قانونی قوت عطا کی ہے اس کا اظہار اس واقعہ سے ہو رہا ہے۔ ایک باندی کا ذاتی مشورہ قبول کرنے سے انکار کرنا نہ تو حضورؐ کے لیے باعثِ تکدر ہوا اور نہ جماعتِ صحابہؓ نے اسے سوءِ ادب سمجھا، کیونکہ قانون کی بخشی ہوئی آزادی کا احترام بہر حال مقدم تھا۔

حضرت زینبؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آزاد کردہ غلام زیدؓ ابن حارثہ کے ساتھ نکاح کا جو پیغام دیا اور اسے حضرت زینبؓ نے شروع میں نامنظور کر دیا تو اس کی صورت یہ تھی کہ حضرت زینبؓ اور ان کے بھائی نے حضورؐ کے پیغام کو حضورؐ کا ذاتی مشورہ سمجھا اور قریش کی ایک معزز خاتون نے ایک غلام کے ساتھ رشتۂ نکاح کو عرب معاشرہ کے رسم و رواج کے لحاظ سے معیوب تصور کیا — لیکن جب قرآن کریم کی آیات "وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا الخ (الاحزاب: ۳۶) نازل ہوئیں اور قرآن نے بتایا کہ یہ پیغام رسولِ پاکؐ کے حکم کی حیثیت رکھتا ہے اور خدا اور اس کے رسولؐ کے حکم کی خلاف ورزی ایک مومن مرد اور مومن عورت کے لیے جائز نہیں ہے تو پھر حضرت زینبؓ اور ان کے بھائی نے سرِ تسلیم خم کر دیا اور یہ نکاح ہو گیا۔ یہ الگ بات ہے کہ بعد میں ناموافقت کی وجہ سے یہ رشتہ ٹوٹ گیا۔

(۳) مدین کے گمنام مجاہد کا واقعہ:

فارس کے غزوہ میں جب مدین فتح ہوا تو ایک مجاہد کو دشمنوں کے سامان میں فارس کے حکمران کسریٰ کا بیش قیمت تاج ملا — یہ مجاہد اس تاج کو لے کر لشکر کے سپہ سالار

حضرت سعدؓ ابن ابی وقاص کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت سعدؓ نے اس قیمتی تاج کو دیکھا اور اسے لانے والے ایماندار مجاہد کو دیکھا۔ پھر فرمایا: تمہارا نام کیا ہے؟ اس مجاہد نے سعدؓ کی طرف سے منہ موڑا اور دروازہ کی طرف رخ کرتے ہوئے کہا: میرے نام و نشان سے آپ کو کیا غرض! جس خدا سے مجھے اس نیک عمل (ایمانداری) کا اجر درکار ہے وہ میرے نام و نشاں سے خوب واقف ہے!

اتنے اہم کارنامہ کا انجام دینے والا کون تھا؟ آج تک کسی کو معلوم نہیں۔ اِس صاحبِ اخلاص مجاہد نے یہ واقعہ بعد میں بھی کسی سے بیان نہیں کیا، کیونکہ اگر بیان کرتے تو سننے والا اسے نقل کرتا اور تاریخ میں یہ واقعہ محفوظ ہو جاتا۔

حضرت سعدؓ نے بھی صرف اس کی صورت دیکھی، کیونکہ یہ تاج دے کر فوراً باہر آ گئے۔ صحابہ کرامؓ اپنا معاملہ اس ذاتِ حق سے رکھتے تھے جس پر ان کا ایمان تھا۔ اور قرآن کریم نے اس جماعت کے بارے میں صحیح کہا ہے:

"یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً۔" جماعتِ صحابہؓ کی اسی اصول پسندی اور احترامِ قانون کی صفت نے مسلمانوں کے اندر شاہی خاندان کے تصوّر کو پھیلنے سے روکا اور شیطانی قوتوں نے جماعتِ صحابہؓ کے اندر منافقین داخل کرا دیئے تو پھر فتنہ و فساد کا وہ چکر چلا کہ آج تک اُمت اس میں پھنسی ہوئی ہے۔

صحابہ کرامؓ کی سب سے بڑی خدمتِ اسلام یہ ہے کہ ان حضرات نے امتِ مسلمہ کو شاہی خاندان بننے سے روکا۔ اور یہی کارنامہ ایک طبقہ کے نزدیک وجہِ شکایت ہے۔ بنی اسرائیل کے یہود نے اپنے آپ کو شاہی خاندان قرار دیا اور "نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ" کا نعرہ لگایا۔ اِس جھوٹے فخر نے ان پر اخلاقی موت طاری کر دی اور ان کے ساتھ ہی توراۃ کی شریعت بھی ایک داستانِ پارینہ بن کر رہ گئی۔ اس کے مقابلہ میں مجموعی اور اجتماعی حیثیت سے امتِ مسلمہ اپنی خصوصیات پر قائم ہے اور اسلام ایک زندہ و پائندہ نظامِ حیات کے طور پر موجود ہے۔

(باقی صفحہ ۲۶ پر)

ڈاکٹر محمد رفیع الدین مرحوم

خودی کا انقلاب (۴)

مومن خدا کی تقدیر بنتا ہے

خودی کے انقلاب کے بعد مردِ مومن خدا کی تقدیر بن جاتا ہے۔ خدا جب کسی چیز کے ہونے کا ارادہ کرتا ہے تو اسے قولِ کُن کہتا ہے اور وہ ہو جاتی ہے۔ کائنات قولِ کُن سے وجود میں آ کر ترقی کی منزلیں طے کر رہی ہے۔ قولِ کُن کائنات میں خدا کی مرضی کا سرچشمہ ہے اور خدا کی مرضی اور خدا کی تقدیر ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ کائنات میں عملِ تخلیق و تربیت کو آگے بڑھانے اور جاری رکھنے کے لیے جو قوّت کارفرما ہے وہ خدا کے قولِ کُن کی یہی قوت ہے۔ دنیا کے تمام واقعات اور تمام تغیّرات خدا کی تقدیر کا نتیجہ ہیں اور خدا کے قولِ کُن کی قوّت سے اور صرف اس ایک مقصد کے تحت جو قولِ کُن میں پوشیدہ ہے، ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ جب بندۂ مومن مقامِ تجلّی پر پہنچنے کے بعد یہاں تک خدا کی مرضی کے تابع ہو جاتا ہے کہ اس کی اپنی مرضی باقی نہیں رہتی اور وہ اپنی مرضی کو خدا کی مرضی میں گم کر دیتا ہے، یعنی وہ خدا کی مرضی کو ہی اپنی مرضی بنا لیتا ہے، تو وہ خدا کی مرضی یا خدا کے قولِ کُن کا آلۂ کار بن جاتا ہے اور اس کی مرضی خدا کی مرضی کا راستہ بن جاتی ہے، جس سے ہو کر وہ اپنے آپ کو پورا کرنے کے لیے ظہور پاتی ہے۔ دُوسرے لفظوں میں وہ خدا کے قولِ کُن کی قوّت کے اظہار اور عمل کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ مومن کو خواہ اس بات کا علم ہو یا نہ ہو کہ کیا ہو رہا ہے، لیکن خدا کی مرضی مومن کی مرضی میں خود بخود نمودار ہونے لگتی ہے۔ جو بات اس کے منہ سے نکل جاتی ہے وہی ہو جاتی ہے۔ بندۂ مومن گویا ہمہ تن خدا کی مرضی یا خدا کی تقدیر بن جاتا ہے۔ کیونکہ ایسی حالت میں خدا کا قولِ کُن اس کے دل اور اس کی زبان کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ گویا اُس کی خودی اپنی مرضی کو ناپید کر کے خدا کی مرضی کا راستہ بن جاتی ہے۔ گویا انسان کی خودی درحقیقت قادرِ مطلق خدا کی مرضی کا ہی راستہ ہے جو خدا نے اس لیے بنایا ہے کہ خدا انسان کے

ذریعے سے اس کائنات کو بدل کر حالتِ کمال تک پہنچاتے۔ لیکن چونکہ یہ راستہ انسان کی اپنی پست تر درجہ کی مرضی سے رُکا رہتا ہے، خدا کی مرضی اسے کام میں نہیں لا سکتی۔ جونہی کہ انسان کی مرضی کے ناپید ہونے سے یہ راستہ کھل جاتا ہے، اس میں خدا کی مرضی انسان کی مرضی کی صورت اختیار کر کے اپنا کام کرنے لگ جاتی ہے۔ پھر جو کچھ انسان کہتا ہے اسے یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے گرد و پیش کے حالات کی بنا پر اپنی ضرورت کی وجہ سے اور اپنا ہی ایک فیصلہ کرنے کے بعد خود کہہ رہا ہے لیکن درحقیقت اس کی ضرورت خدا کی ضرورت ہوتی ہے، اس کا فیصلہ خدا کا فیصلہ ہوتا ہے اور اس کا کہنا خدا ہی کا کہنا ہوتا ہے۔

گفتنِ او گفتنِ اللہ بود
گرچہ از حلقومِ عبداللہ بود

پہلے صورتِ حال یہ تھی کہ جو کچھ خدا چاہتا ہے بندۂ مومن کوشش کر کے وہی چاہتا تھا اب خودی کے بلند ترین مقام پر صورتِ حال یہ ہو جاتی ہے کہ جو کچھ بندۂ مومن چاہتا ہے وہی خدا بھی چاہنے لگ جاتا ہے یعنی جو مرضی اُس کی ہوتی ہے وہ خُدا کی مرضی بھی ہو جاتی ہے۔

چوں فنا اندر رضائے حق شود
بندۂ مومن قضائے حق شود

پہلے اس کی مرضی خدا کی مرضی میں گم تھی، اب خدا کی مرضی اس کی مرضی میں گم ہو جاتی ہے۔ اولیاء اللہ کی کرامات اور دعاؤں کی قبولیّت کا باعث یہی حقیقت ہے۔ یہ بات اس قدر عجیب ہے کہ جو لوگ خودی کے اس مقام کی خصوصیات سے بے خبر ہیں، شاید اس پر یقین نہ کر سکیں۔

در رضایش مرضیٔ حق گم شود
ایں سخن کے باورِ مردم بود

اس کا مطلب یہ ہے کہ مومن کے لیے زیبا نہیں کہ خدا کی تقدیر کا گلہ کرے۔ وہ خود خدا کی تقدیر بن سکتا ہے اور اسے خدا کی تقدیر بننا چاہیے۔

عبث ہے شکوۂ تقدیرِ یزداں
تو خود تقدیرِ یزداں کیوں نہیں ہے

مومن کو چاہیے کہ خدا کی عبادت اور اطاعت سے خودی کو ایسے بلند مقام پر پہنچائے کہ خدا خود

چاہے کہ میرا بندۂ مومن جو چاہتا ہے میں وہی کروں۔

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے!

اگر بندۂ مومن یہ کہے کہ یہ دنیا مجھے پسند نہیں، میں ایک نئی دنیا بنانا چاہتا ہوں جو تیری مرضی کے مطابق ہو تو خدا اسے کہے کہ ہاں ایسا ہی کرلو، ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ اقبال نے اس حقیقت کو ایک شعر میں بیان کیا ہے جو خدا اور بندۂ مومن کے درمیان ایک مکالمہ کی صورت میں ہے۔ خدا نے بندۂ مومن سے پوچھا کہ ہماری یہ دنیا تمہیں سازگار ہے؟ تو بندۂ مومن نے جواب دیا کہ سازگار نہیں کیونکہ آپ کی اور میری مرضی کے خلاف ہے۔ خدا نے کہا اچھا اسے توڑ پھوڑ کر نئی دنیا بنا دو۔ ہم تمہارے ساتھ تعاون کریں گے اور جیسی دنیا تم چاہتے ہو ویسی ہی بنا دیں گے۔

گفتند جہانِ ما آیا بتو مے سازد
گفتم کہ نمے سازد، گفتند کہ برہم زن!

خدا کی محبت کے بلند ترین مقام پر پہنچ کر عاشق کو خود نظر آجاتا ہے کہ وہ خدا کی مرضی کا آلہ کار بن گیا ہے اور اب تقدیر کے مقاصد اس کے خیال، قول اور فعل کی وساطت سے پورے ہوں گے۔ اس کے چشم سرمہ سا کی محبت (یعنی خدا کا عشق) کیا چیز ہے؟ بس کچھ نہ پوچھیے، تقدیر کی گہرائیوں کو (یعنی تقدیر کے گہرے اور مخفی مقاصد کو) اپنے ہاتھ میں لے لینے سے کم نہیں۔

نظر آئیں مجھے تقدیر کی گہرائیاں اس میں — نہ پوچھ اے ہم نشیں مجھ سے وہ چشم سرمہ سا کیا ہے!

جو شخص خدا کی مخلصانہ عبادت اور اطاعت کے ذریعہ سے خدا کے عشق کو درجۂ کمال پر پہنچاتا ہے اور خدا کے جمال کا سچا عاشق بن جاتا ہے، وہ تمام موجودات کا سردار یا حکمران بن جاتا ہے، کیونکہ خدا جو کائنات کا اصل حکمران ہے، وہی کرتا ہے جو وہ چاہتا ہے۔

ہر کہ عاشق شد جمالِ ذات را — اوست سید جملہ موجودات را

خدا کی تیغ بے نیام

خدا کی محبت کے بلند ترین مقام پر پہنچنا اپنے نفس کے ساتھ جنگ کرنے کے بغیر ممکن نہیں ہوتا۔

انسان کا دل جنگاہِ حق و باطل ہے جس میں اگر حق فتح یاب ہو جائے اور انسان حق پرست بن کر خدا کے عشق کو کمال پر پہنچائے اور خودی میں ڈوب جائے تو اس کا نتیجہ نہایت قیمتی ہوتا ہے۔ انسان کا خودی میں ڈوبنا یا خدا کی محبت میں جذب ہونا گویا تقدیر کی گہرائیوں میں ڈوبنا ہے۔ جب مومن اس ڈوبنے کے بعد ابھرتا ہے تو تیغِ بے نیام ہو کر باہر آتا ہے اور پھر جس طرح اس نے اپنے دل کی جنگاہِ حق و باطل میں باطل کا استیصال کر کے حق کو فتح یاب کیا تھا اور خدا کی مخلصانہ محبت کا نقش اپنے دل پر ثبت کیا تھا اسی طرح سے وہ خارجی دنیا کی رزمگاہِ حق و باطل میں باطل کا استیصال کر کے حق کو فتح یاب کرتا ہے اور خدا کی مخلصانہ محبت کا نقش دنیا پر ثبت کرتا ہے۔ اس طرح سے اس کے وجود کی تیغِ بے نیام خدا کی تقدیر کے مقاصد کو پورا کرتی ہے۔

نقشِ حق اوّل بجاں انداختن
باز او اندر جہاں انداختن

ہر مسلمان کو چاہیے کہ اس کیفیت کو اپنے آپ پر وارد کر کے دیکھے کہ آیا وہ باطل کے خلاف نبرد آزما ہونے کے لیے دلیر اور نڈر ہوتا ہے یا نہیں اور ایک سچے مسلمان کی حیثیت سے تقدیر کے مقاصد کو پورا کرتا ہے یا نہیں۔

ذرا تقدیر کی گہرائیوں میں ڈوب جا تو بھی
کہ اس جنگاہ سے میں بن کے تیغِ بے نیام آیا!

لوح و قلم

جب مومن اپنی خودی کے مقام پر پہنچ کر خدا کا قولِ کُن یا خدا کی تقدیر بن جاتا ہے تو اس کا مطلب دوسرے الفاظ میں سوائے اس کے اور کیا ہوتا ہے کہ لوح و قلم اس کے ہاتھ میں دے دیئے جاتے ہیں اور وہ خدا کی تقدیریں خود لکھتا ہے بلکہ اس مقام پر وہ خود لوحِ محفوظ (الکتاب) بن جاتا ہے اور زمان و مکان کی حدود کو پھاند جاتا ہے۔ پھر ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ کائنات (گنبدِ آبگینہ رنگ) میں گم ہے بلکہ کائنات اس کی خودی میں گم ہوتی ہے۔ اس لیے کہ پھر وہ اس کی خودی کے بحرِ بیکراں میں ایک حباب سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی یہ مومن کی بالقوہ صلاحیتیں ہیں جنہیں وہ چاہے تو آشکار کر سکتا ہے۔

لوح بھی تُو، قلم بھی تُو، تیرا وجود الکتاب
گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے وجود میں حباب

تاہم یہ اُسی صورت میں ممکن ہے کہ مومن اپنے مقام کو سمجھے اور اپنی قدر کو جانے لیکن وہ ابھی تک اپنے مقام سے ناآشنا ہے اور اپنی قدر نہیں جانتا۔ کاش کہ مومن یہ سمجھے کہ اپنی ان مخفی صلاحیتوں کی وجہ سے وہی اس لشکرِ رنگ و بو کا جسے کائنات کہتے ہیں، سالار ہے۔ خدا نے اپنے نوری اور حضوری فرشتوں کو بھی اس کی خدمت کے لیے پیدا کیا ہے اور وہی کارزارِ حق و باطل کا میدان مارنے والا ہے۔

تو مردِ میداں، تو میرِ لشکر
نُوری حضوری تیرے سپاہی
کچھ قدر اپنی تُو نے نہ جانی
یہ کم سوادی، یہ کم نگاہی!!

مومن جب اپنی خودی کے مقامِ کمال پر پہنچ کر خدا کی محبت کا نقش اپنے دل پر ثبت کر لیتا ہے تو پھر کائنات اس کا شکار بن جاتی ہے، یعنی وہ کائنات کی قوتوں کو مسخر کر کے انہیں اپنے اور اپنے محبوب کے مشترک نصب العین کے لیے کام میں لاتا ہے اور خدا کی تقدیر اس کی تدبیر سے موافقت پیدا کر لیتی ہے۔ کیونکہ وہ پھر خود ہی خدا کی تقدیر ہوتا ہے۔

نقشِ حق داری جہاں نخچیرِ تُست
ہم جہاں تقدیر یا تدبیرِ تُست،

حضرت بُو علیؒ قلندر کا قصّہ

اس حقیقت کو واضح کرنے کے لیے کہ مومن خدا کی تقدیر ہوتا ہے، اقبال نے حضرت بوعلی قلندر کا ایک قصہ بیان کیا ہے کہ آپ کا ایک مرید بازار میں گیا۔ شہر کے عامل کی سواری آ رہی تھی۔ درویش حالتِ استغراق میں تھا، راستہ سے ہٹ نہ سکا۔ پیشرو نے آواز دی کہ اے احمق، عامل کے جلوداروں کا راستہ نہ روک! لیکن مرید پھر بھی اپنے خیالات کی دنیا میں کھویا ہوا اسی طرح چلتا رہا۔ چوبدار نے بدتمیزی سے درویش کے سر پر اپنا ڈنڈا مارا۔ درویش بڑا آزردہ ہو کر راستہ سے ہٹ گیا اور بُوعلی قلندر کے

حضور پہنچ کر فریاد کی۔ آنسو آنکھوں سے رواں تھے۔ شیخ سخت ناراض ہوئے۔ اپنے کاتب کو بلا کر بادشاہ کو خط لکھوایا کہ تیرے عامل نے میرے مرید کو مارا ہے۔ اس کمینے عامل کو واپس بلا لے ورنہ میں تیرا ملک کسی اور کو دے دوں گا۔ شیخ کے اس خط نے بادشاہ پر لرزہ طاری کر دیا، کیونکہ اسے معلوم تھا کہ ایسا ہی ہوگا۔ لہٰذا اس نے فوراً عامل کو قید کر دیا اور حضرت بوعلی قلندر سے اپنی غلطی کی معافی مانگ لی۔

باز گیر ایں عاملِ بد گوہرے
ورنہ بخشم ملکِ تو با دیگرے
نامۂ آں بندۂ حق دستگاہ
لرزہ ہا انداخت در اندام شاہ
بہرِ عامل حلقۂ زنجیر جست
از قلندر عفو ایں تقصیر جست

اختیار کا ظہور

جب مردِ مومن خدا کو آشکار دیکھنے اور اپنی خودی میں انقلاب پیدا کرنے کی وجہ سے خدا کی تقدیر بن جاتا ہے تو پھر اس کے لیے جبر و اختیار کا کوئی مسئلہ باقی نہیں رہتا۔ پھر وہ ہمہ تن اختیار ہی بن جاتا ہے، کیونکہ ظاہر ہے کہ خدا کی تقدیر سے زیادہ اختیار کس کا ہے اور خدا کی تقدیر سے بڑھ کر کون سی چیز ہے جو جبر سے آزاد ہو۔

بندہ تا حق را نہ بیند آشکار
بر نمے آید ز جبر و اختیار

دنیا میں ایک ہی قوت کارفرما ہے اور وہ خدا کے قولِ کُن کی قوت ہے۔ چونکہ یہ قوت ارتقاء کے نچلے مرحلوں سے گزر کر اب انسانی مرحلۂ ارتقاء پر کام کر رہی ہے جہاں مومن ہی خدا کا قولِ کن ہے، اس لیے سوائے مردِ مومن کے دنیا میں کوئی نہیں۔ لہٰذا مردِ مومن کو چاہیے کہ راہِ زندگی میں بلا خوف و خطر قدم رکھے۔

قدم بیباک تر نہ در رہِ زیست
بہ پہنائے جہاں غیر از تو کس نیست

مومن کو چاہیے کہ اپنے بے نظیر مقام پر غور کرے اور زندگی کے اس غیر آباد بیابان سے ڈرتا ہوا نہ گزرے کیونکہ یہاں فقط وہ ہی وہ ہے اور اس کے علاوہ دونوں دنیاؤں کی کوئی حقیقت نہیں۔ خدا بھی مومن ہی کے جذبہ حسن کی تشفی کا ذریعہ ہے اور خدا کے فرشتے بھی مومن کے خدمت گزار ہیں۔

با خود اندیش و ازیں بادیہ ترساں مگزر
کہ تو ہستی و وجود دو جہاں چیزے نیست

کائنات ایک غیر آباد بیابان اس لیے ہے کہ اس میں فقط ایک مومن ہی بس رہا ہے اور کچھ نہیں۔ خدا حق ہے اور خدا کا قول بھی حق ہے (قَوْلُهُ الْحَقُّ) لہٰذا مردِ مومن بھی، جو خدا کا قولِ کن ہے، حق ہے۔ باقی ہر چیز بے حقیقت ہے۔

اک تُو ہے کہ حق ہے اس جہاں میں!
باقی ہے نمودِ سیمیائی!!

نقل اور عقل کی موافقت

اقبال کا یہ خیال کہ مردِ مومن اپنی خودی کے مقامِ کمال پر خدا کی تقدیر بن جاتا ہے نہ مذہبی طور پر ناقابلِ فہم ہے اور نہ عقلی طور پر، بلکہ نقل اور عقل دونوں کے اعتبار سے درست ہے۔

قرآن کریم میں خدا نے رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا:

اِذَا سَأَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ۔ (البقرہ: ۱۸۶)

اگر میرے بندے میرے متعلق آپ سے سوال کریں تو انہیں کہیے کہ میں قریب ہوں جب کوئی دعا کرنے والا مجھ سے دعا کرتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں، لیکن شرط یہ ہے کہ وہ بھی میری دعوت کو قبول کریں اور مجھ پر کامل ایمان لائیں۔

اور خدا کی دعوت کیا ہے؟ یہی کہ خدا سے ایسی دلی محبت کرو اور خدا کی ایسی مخلصانہ عبادت اور اطاعت کرو جس سے تم زندہ ہو جاؤ:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ۔

اے ایمان والو خدا اور رسول کی دعوت کو قبول کرو جب وہ تمہیں ایسے کام کے لیے بلائے جو تمہیں
زندہ کرنے والا ہو۔ (الانفال: ۲۴)

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ زندگی مومن کا کوئی ایسا مقام ہے جو اسے ایمان لانے کے بعد خدا اور رسول کی اطاعت سے حاصل ہوتا ہے۔ اسی مقام کو اقبال خودی کی زندگی یا بیداری یا خودی کا انقلاب کہتا ہے اور خدا پر سچے اور کامل ایمان کا مقام بھی یہی ہے۔ اُوپر کی آیت کے مطابق زندگی کے اس مقام کو پانے کی دعوت قبول کرنا اور اس کے نتیجہ کے طور پر خدا پر سچا اور کامل ایمان لانا قبولیتِ دعا کی شرط ہے۔ اقبال کے نزدیک ایسا ایمانِ کامل مومن کو خودی کے درجۂ کمال پر حاصل ہوتا ہے۔ یہ کہنا کہ خودی کے اس درجۂ کمال پر مومن مستجاب الدعوات ہو جاتا ہے یا یہ کہنا کہ وہ خدا کی تقدیر بن جاتا ہے، دونوں باتوں میں معناً کوئی فرق نہیں۔ آیت میں یہ نہیں فرمایا گیا کہ خدا تمہاری کوئی دعا قبول کریگا اور کوئی نہیں کرے گا، بلکہ اس بات کا قطعی وعدہ ہے کہ جب بھی تم دعا مانگو گے قبول کی جائے گی لیکن اس کے لیے ایمانِ کامل کی شرط کا پورا کرنا ضروری ہے۔ گویا اگر ہماری کوئی دعا کسی وقت قبول نہیں ہوتی تو اس کی وجہ یہ ہوگی کہ ہم نے خدا کی دعوتِ زندگی کو پوری طرح سے قبول نہیں کیا اور ہم خودی کی زندگی کے مقام یا ایمانِ کامل کے مقام پر نہیں پہنچے۔ مومن خدا کی تقدیر ان معنوں میں بھی ہے کہ جب وہ دنیا کو خدا کی مرضی کے مطابق بدلنا چاہتا ہے تو خدا اس کی مدد کرتا ہے اور یہ درحقیقت اس کی مرضی کے مطابق بدل جاتی ہے۔ اس طرح سے مومن خدا کے عمل کا ذریعہ اور اس کی تقدیر کا آلۂ کار بنتا ہے۔ قرآن میں ہے کہ اگر تم خدا کی مدد کرو گے تو خدا تمہاری مدد کرے گا ——— (اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ) حدیث میں ہے کہ جب مومن کثرتِ عبادات و نوافل سے خدا کا قرب حاصل کر لیتا ہے تو خدا اس کا ہاتھ بن جاتا ہے جس سے وہ پکڑتا ہے، اور پاؤں بن جاتا ہے جس سے وہ چلتا ہے، اور کان بن جاتا ہے جس سے وہ سنتا ہے، اور آنکھ بن جاتا ہے جس سے وہ دیکھتا ہے۔ حضورؐ نے جب اُحد کی جنگ میں مٹھی بھر کر ریت پھینکی تو وہ دشمنوں کی آنکھوں میں پڑ کر ان کی شکست کا باعث بنی۔ اس پر خدا نے فرمایا کہ جب آپ نے ریت پھینکی تھی تو آپ نے نہیں پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی تھی۔ (مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی)

(جاری ہے)

سورۃ البقرۃ (۲۳)

آیت : ۳۳

ملاحظہ: کتاب میں حوالہ کے لیے قطعہ بندی (پیراگرافنگ) میں بنیادی طور پر تین ارقام (نمبر) اختیار کیے گئے ہیں۔ سب سے پہلا (دائیں طرف والا) ہندسہ سورۃ کا نمبر شمار ظاہر کرتا ہے۔ اس سے اگلا (درمیانی) ہندسہ اس سورۃ کا قطعہ نمبر (جو زیر مطالعہ ہے اور جو کم از کم ایک آیت پر مشتمل ہوتا ہے) ظاہر کرتا ہے۔ اس کے بعد والا (تیسرا) ہندسہ کتاب کے مباحثِ اربعہ (اللغہ، الاعراب، الرسم اور الضبط) میں سے زیر مطالعہ مبحث کو ظاہر کرتا ہے یعنی علی الترتیب اللغہ کے لیے ۱، الاعراب کے لیے ۲، الرسم کے لیے ۳ اور الضبط کے لیے ۴ کا ہندسہ لکھا گیا ہے۔ بحث اللغہ میں چونکہ متعدد کلمات زیر بحث آتے ہیں اس لیے یہاں حوالہ کی مزید آسانی کے لیے نمبر ۱ کے بعد قوسین (بریکٹ) میں متعلقہ کلمہ کا ترتیبی نمبر بھی دیا جاتا ہے۔ مثلاً ۲ : ۵ : ۱ (۳) کا مطلب ہے سورۃ البقرہ کے پانچویں قطعہ میں بحث اللغۃ کا تیسرا لفظ اور ۲ : ۵ : ۳ کا مطلب ہے سورۃ البقرہ کے پانچویں قطعہ میں بحث الرسم۔ وھکذا۔

۲ : ۲۳ قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنۡۢبِئۡهُمۡ بِاَسۡمَآئِهِمۡ
فَلَمَّآ اَنۡۢبَاَهُمۡ بِاَسۡمَآئِهِمۡ ۙ قَالَ اَلَمۡ
اَقُلۡ لَّكُمۡ اِنِّىۡۤ اَعۡلَمُ غَيۡبَ السَّمٰوٰتِ وَ
الۡاَرۡضِ ۙ وَاَعۡلَمُ مَا تُبۡدُوۡنَ وَمَا كُنۡتُمۡ
تَكۡتُمُوۡنَ ﴿۳۳﴾

۲:۲۳:۱ اللغة

[قال] کا مادہ " ق و ل " اور وزن اصلی " فَعَلَ " ہے۔ اس مادہ سے فعل مجرد (قال یقول = کہنا) کے باب، معنی اور استعمال پر تفصیلی بحث البقرہ : ۸ یعنی ۲:۷:۱(۴) میں اور خود اسی لفظ (قال) کی اصلی شکل اور تعلیل وغیرہ کی وضاحت ابھی اوپر البقرہ : ۳۰ یعنی ۲:۲۱:۱(۱) میں ہو چکی ہے۔

[یٰاٰدَمُ] جس کی عام املاء " یا آدَم " ہے (رسمِ عثمانی پر الگ بات ہوگی) اس میں " یا " تو حرفِ نداء ہے جس کا اردو ترجمہ " اے " سے کیا جاتا ہے۔ لفظ " آدم " کے مادہ، وزن اور اشتقاق لغوی وغیرہ پر البقرہ : ۳۱ یعنی ۲:۲۲:۱(۲) میں بات ہو چکی ہے۔

۲:۲۳:۱(۱) [اَنْبِئْھُمْ] میں آخری ضمیر منصوب " ھُم " کا ترجمہ یہاں " ان کو " ہوگا۔ اور اس سے پہلے فعل " اَنْبِئْ " کا مادہ " ن ب أ " اور وزن " اَفْعِلْ " ہے یعنی یہ اس مادہ (ن ب أ) سے بابِ افعال کا فعل امر (صیغہ واحد مذکر حاضر) ہے۔ اس مادہ سے فعل مجرد کے باب اور معنی وغیرہ کے علاوہ اس سے بابِ اِفعال کے فعل (اَنْبَأَ ... یُنْبِئُ اِنْبَاءً = خبر دینا) کے معنی اور اس کے ساتھ صلہ وغیرہ کے استعمال کی بھی ضروری وضاحت البقرہ : ۳۱ یعنی ۲:۲۲:۱(۵) میں گزر چکی ہے۔ اس باب سے فعل امر کی گردان " اَنْبِئْ ، اَنْبِئَا ، اَنْبِئُوْا ، اَنْبِئِیْ ، اَنْبِئَا اور اَنْبِئْنَ " ہوگی۔ ان میں سے دو صیغے آیت ۳۱ میں (اَنْبِئُوْا) اور زیرِ مطالعہ آیت ۳۳ میں (اَنْبِئْ) آگئے ہیں۔ " اَنْبِئْھُم " کا لفظی ترجمہ " تو بتا دے ان کو " ہے۔ جسے بعض نے " تم بتلادو انہیں " سے ترجمہ کیا ہے اور بعض نے ضمیر " ھُم " کے لیے اس کا مرجع بطور اسم ظاہر لگا کر " فرشتوں کو " سے ترجمہ کیا ہے جو تفسیری ترجمہ ہے۔

[بِاَسْمَآئِهِمْ] یہ تین کلمات " بِ " + " اسماء " + " ھم " کا مرکب ہے۔ اس میں " باء (بِ) " تو فعل " اَنْبَأَ يُنْبِئُ " کا صلہ ہے جو اس کے مفعول ثانی سے پہلے عموماً لگتا ہے یعنی " اَنْبَأَ.... (۱) .... بِ (۲) " کے معنی ہیں " (۱) کو (۲) کی خبر دی۔ [اس فعل کے استعمال پر ابھی اوپر البقرہ : ۳۱ یعنی ۲ : ۲۲ : ۱ (۵) میں بات ہو چکی ہے]۔ لفظ " اَسْمَاء " کا مادہ " س م و " اور وزن " اَفْعَالٌ " ہے۔ یہ " اسم " کی جمع ہے اور " اسم " (نام) کی لغوی بحث سورۃ الفاتحہ کے شروع میں " بسم اللہ " کے ضمن میں گزر چکی ہے یعنی ۱ : ۱ : ۱ (۱) میں۔ آخری " ھم " ضمیر مجرور بمعنی " اُن کے " ہے۔ اس طرح اس مرکب " بِاسمائِهِمْ " کا ترجمہ (پچھلے حصۂ آیت " اَنْبِئْهُمْ " = تو بتا دے / خبر دے ان کو " کے ساتھ ملا کر) ہوگا " اُن کے نام / ان کے ناموں کی " جسے بعض نے " ان چیزوں کے نام " سے ترجمہ کیا ہے جو لفظ سے ذرا ہٹ کر ہے۔

[فَلَمَّا] یہ " ف " (بمعنی پس۔ اس کے بعد) اور " لَمَّا " (الحینیۃ بمعنی جب، جس وقت) کا مرکب ہے۔ " فاء " کا استعمال کئی دفعہ گزر چکا ہے اور اگر اب بھی ضرورت ہو تو البقرہ : ۲۲ یعنی ۲ : ۱۶ : ۱ (۱۰) دیکھ لیجئے۔ " لَمَّا " کے معنی و استعمال پر البقرہ : ۱۷ یعنی ۲ : ۱۳ : ۱ (۴) میں بات ہو چکی ہے۔

[اَنْبَاَهُمْ بِاَسْمَائِهِمْ] اس میں " اَنْبَأَ " کا مادہ " ن ب أ " اور وزن " اَفْعَلَ " ہے۔ یعنی یہ بھی اس مادہ سے باب اِفعال کا فعل ماضی (صیغہ واحد مذکر غائب) ہے اور اس مادہ (ن ب أ) سے باب اِفعال کے معنی وغیرہ البقرہ : ۳۱ یعنی ۲ : ۲۲ : ۱ (۵) میں گزر چکے ہیں۔

" باسمائھم " بعینہٖ (یہی لفظ) اوپر گزرا ہے۔ اب فعل ماضی کے

ساتھ اس عبارت " انبأَھم بِاسمائِھم " کا ترجمہ ہوگا : " اس نے بتا دیئے ان کو نام ان کے " ۔ [اوپر آپ نے بصیغہ امر " انبِئھُم بِاَسْمَائِھِم " = تو بتا دے ان کو نام ان کے " پڑھا ہے] جس کی بامحاورہ سلیس صورت " اس نے انہیں ان کے نام بتائے " بنتی ہے ۔ بعض نے فاعل ضمیر کا ترجمہ " اس " کی بجائے احتراماً " انہوں نے " کیا ہے اور بعض نے " ھم " کی تکرار سے بچنے کے لیے پہلے " ھُم " کو ترجمہ میں نظرانداز کر دیا ہے ۔ یعنی " جب اس نے بتا دیئے ان کے نام " اور بعض نے ضمیر کی بجائے " آدم " اور " فرشتوں " استعمال کیا ہے ۔ یعنی " آدم نے فرشتوں کو بتائے " جو لفظ سے ہٹ کر ہے ۔

[قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ] اس جملے کا بڑا حصہ ایک ہی فعل مجرد " قال یقول " (کہنا) کے مختلف (بلکہ صرف دو) صیغوں پر مشتمل ہے ۔

[قال] کے مادہ ، معنی اور صیغہ کی ساخت کا بیان کئی دفعہ ہو چکا ہے ۔ (ابھی اسی آیت کے شروع میں ہی دیکھئے) ۔

[اَلَمْ اَقُلْ] کا ابتدائی " أَ " تو استفہامیہ (بمعنی کیا ؟) ہے اور " لَمْ اَقُلْ " اسی فعل مجرد " قال یقول " سے فعل مضارع (صیغہ واحد متکلم) منفی بِلَمْ ہے ۔ اس کی اصلی شکل " لَمْ اَقُوْلُ " تھی مگر اس " اَقُوْلُ " میں اجوف کے قاعدے کے تحت " واو کا ضمہ (ـُـ) ماقبل حرف صحیح (ق) کو دے کر خود " واؤ " کو تلفظ سے ساقط کر دیتے ہیں ۔ اور یوں یہ لفظ لکھنے اور بولنے میں " لَمْ اَقُلْ " استعمال ہوتا ہے ۔

● آپ پڑھ چکے ہیں کہ " فعل مضارع منفی بِلَمْ " میں ماضی منفی کے (مگر ذرا زیادہ زور کے) معنی پیدا ہو جاتے ہیں ۔ اس طرح " لَمْ اَقُلْ " کا ترجمہ تو بنتا ہے " میں نے کہا ہی نہیں " جسے بعض دفعہ صرف " میں نے نہیں کہا تھا " ہی کر لیتے ہیں ، اگرچہ اس طرح " لَمْ " (جو نفی جحد کے لیے آتا

ہے) کا زور ظاہر نہیں ہوتا۔

[لَکُمْ] میں حرفِ جارّ "لام" (لِ) فعل "قال" کے صلہ کے طور پر آیا ہے (اس استعمال کی وضاحت کے لیے دیکھئے ۲:۷:۱(۴)) جس کا اردو ترجمہ عموماً "سے" (کہا) یا "کو" (کہا) سے کیا جاتا ہے۔ اور یہاں ضمیر مجرور "کم" کے ساتھ مل کر اس کا ترجمہ "تم سے" ، "تم کو" (کہا) ہوگا۔ اس طرح اس جملے (أَلَمْ أَقُلْ لَكُمْ) کا لفظی ترجمہ بنتا ہے: "کیا نہیں کہا تھا میں نے تم کو/ سے"۔

● بعض مترجمین نے "أ" کا ترجمہ (کیا؟) چھوڑ کر ترجمہ کیا ہے یعنی "میں نے تم سے نہ کہا تھا؟" یا "میں نے نہ کہا تھا تم کو؟" اس عبارت (ترجمہ) کے بعد اگر سوالیہ نشان (؟) نہ لگا ہو تو یہ ترجمہ ایک طرح سے غلط پڑھا یا سمجھا جاسکتا ہے۔

بعض نے "میں تم سے کہتا نہ تھا" سے ترجمہ کیا ہے اس میں "کہا" کی بجائے "کہتا" لگانے سے "أ" (کیا) کے معنی شامل ہوگئے ہیں۔

بعض نے "کیا" کی بجائے "کیوں" سے ترجمہ کیا ہے جو لیسے موقع کے لحاظ سے بہت اچھا اردو محاورہ ہے یعنی "کیوں میں نے تم سے نہ/ نہیں کہا تھا"

بعض نے صرف "میں نہ کہتا تھا" سے ترجمہ کیا ہے جو "أَلَمْ أَقُلْ" کی حد تک تو اچھا ترجمہ ہے مگر اس میں "لَكُمْ" کا ترجمہ چھوٹ گیا ہے۔ غالباً سب سے اچھا بامحاورہ اردو ترجمہ "میں نے تم سے کہا نہ تھا" کی صورت میں کیا گیا ہے۔ اس میں "کہا" کے بعد "نہ" لگانے سے "أ" اور "لَمْ" کا ترجمہ بھی آگیا اور اس کے آخر پر سوالیہ نشان نہ ہونے سے بھی کوئی التباس واقع نہیں ہوسکتا۔

[إِنِّي أَعْلَمُ] "إِنَّ" اور اس کے اسم کے طور پر کسی ضمیر منصوب

کے آنے کی کئی مثالیں گزر چکی ہیں۔ یہاں بطور اسم "اِنَّ" ضمیر واحد متکلم "ی" آئی ہے اس طرح "اِنّیْ" کا ترجمہ "بے شک میں" ہے۔ اسی "بے شک" کے لیے بعض مترجمین نے "تحقیق (میں)" اختیار کیا ہے جو بہت پرانی اردو ہے۔ بعض نے "بے شک" یا "یقیناً" وغیرہ کی بجائے کسی اور طریقے سے "اِنَّ" کا زور اور تاکید ظاہر کیا ہے۔ (جیسا کہ ابھی سامنے آئے گا)۔

"اَعْلَمُ" کا مادہ "ع ل م" اور وزن "اَفْعَلُ" ہے۔ یہ اس مادہ سے فعل مجرد "علِم ..... یعلَم" (بمعنی "جاننا") — [اس کی مزید لغوی وضاحت کے لیے دیکھئے ۲ : ۱۰ : ۱ (۳)] — سے فعل مضارع (صیغہ واحد متکلم) ہے یعنی "میں جانتا ہوں"۔ اس طرح "اِنّیْ اَعْلَمُ" کا لفظی ترجمہ ہوگا "بے شک میں جانتا ہوں"۔ بیشتر حضرات نے "اِنَّ" کا ترجمہ (بے شک) کو نظر انداز کر کے صرف "میں جانتا ہوں" کے ساتھ ترجمہ کیا ہے جو اصل سے ذرا ہٹ کر ہے۔ بعض حضرات نے "میں خوب جانتا ہوں" کی صورت میں "اِنَّ" والی تاکید بھی بذریعہ محاورہ ظاہر کر دی ہے۔ بعض مترجمین نے اردو محاورے کا خیال کرتے ہوئے اس کا ترجمہ "مجھ کو معلوم ہیں" یا مزید احتراماً "ہم کو معلوم ہیں" کیا ہے۔ اس میں "ہے" کی بجائے "ہیں" "اعلم" کے مفعول میں (جو آگے آ رہا ہے) جمع کا مفہوم (باتیں۔ چیزیں وغیرہ) ہونے کی وجہ سے لایا گیا ہے؟

اس پر مزید بات حصہ "الاعراب" میں بھی ہو گی۔

[غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ] اس مرکب (اضافی) کے تمام اجزاء کی الگ الگ لغوی بحث (مادہ، وزن، معنی اور استعمال وغیرہ) پہلے گزر چکی ہے اگر آپ اب بھی ضرورت محسوس کرتے ہیں تو دیکھئے:۔

(۱) "غَیْبَ" کے لیے البقرہ : ۳ یعنی ۲ : ۲ : ۱ (۲)۔ یہاں اس لفظ کا

ترجمہ مختلف مترجمین نے "چھپی چیزیں"، "چھپی ہوئی چیزیں"، "پوشیدہ چیزیں یا باتیں"، "مخفی چیزیں"، "غیب کی باتیں" اور "پردے" کی صورت میں کیا ہے۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس ترجمہ میں "چیزیں" اور "باتیں" تفسیری ترجمہ اور اردو محاورہ کی ضرورت ہیں۔ اور بعض تراجم (مثلاً پوشیدہ۔ مخفی) اصل لفظ (غیب) کی طرح مشکل بلکہ شاید زیادہ بھاری بھرکم ہیں۔

(۲) "السَّمٰوٰتِ" کے لیے البقرہ : ۲۹ یعنی ۲:۲۰:۱(۱۰) ۔ اردو میں یہاں اس کا ایک ہی ترجمہ "آسمانوں" کیا جا سکتا ہے۔

(۳) "والْاَرْضِ" کے "الارض" کے لیے البقرہ : ۱۱ یعنی ۲:۹:۱(۴) اس کا بھی یہاں اردو ترجمہ ایک ہی ہو سکتا ہے یعنی "اور زمین"۔

اب آپ اس عبارت "غیب السموت والارض" کا کوئی بھی "اچھا سا" مکمل ترجمہ (منتخب) کر سکتے ہیں۔

[وَاَعْلَمُ] ابھی اوپر گزرا ہے (اِنِّیْٓ اَعْلَمُ میں) یعنی "اور/نیز میں جانتا ہوں"، "اور مجھ کو معلوم ہے"، "اور ہم کو معلوم ہے"۔

۲:۲۳:۱(۳) [مَا تُبْدُوْنَ] "مَا" یہاں موصولہ (بمعنی "جو کچھ کہ"، "جو کہ") ہے۔ اس کا اصل مفہوم تو عموم کا ہے یعنی "جو کچھ بھی کہ"۔ لیکن اگر عبارت سے معلوم ہوتا ہو کہ اس "مَا" سے مراد کوئی خاص ایسی چیز ہی ہے جو کہنے والے یا اس کے مخاطب کے ذہن میں ہے تو اس (مَا) کا ترجمہ "الذی" کی طرح صرف "جو کہ" یا "جو" سے کر لیا جاتا ہے اور یہاں بیشتر مترجمین نے اس کا یہی ترجمہ ("جو") کیا ہے۔ نیز دیکھئے ۲:۲:۱(۵)

[تُبْدُوْنَ] کا مادہ "ب د و" اور وزن اصلی "تُفْعِلُوْنَ" ہے۔ اس کی اصلی شکل "تُبْدِوُوْن" ہونی چاہیئے تھی مگر واوِ مضمومہ ماقبل مکسور کو "یاء" میں بدل دیتے ہیں۔ اس طرح یہ لفظ "تُبْدِیُوْنَ" بن سکتا ہے۔ اہل عرب اپنے نطق کے مطابق فعل ناقص (واوی / یائی) میں واوالجمع

(جو فعل کے چار صیغوں ۔ ماضی جمع مذکر ۔ مضارع مجزوم یا منصوب جمع مذکر غائب یا حاضر اور فعل امر جمع مذکر حاضر اور اسم کی جمع مذکر سالم ـــــــ میں آتی ہے) سے پہلے آنے والی " د " یا " ی " کو گرا دیتے ہیں اور پھر اگر اس محذوف ہونے والی " د " یا " ی " سے پہلے والا حرف (یعنی عین کلمہ) مکسور ہو تو اس کی حرکت کسرہ (ـِ) کو ضمہ (ـُ) میں بدل کر بولتے ہیں (فتحہ ـَ یا ضمہ ـُ ہو تو وہ برقرار رہتے ہیں)۔ اس قاعدے ـــــ یا اہلِ عرب کی عادتِ نطق ـــــ کی بنا پر یہ صیغہ " تُبْدُوْن " ہو جاتا ہے اور اب اس کا وزن " تُفْعُوْن " رہ جاتا ہے۔

● اس ثلاثی مادہ (ب د و) سے فعل مجرد " بَدَا یَبْدُوْ بُدُوًّا " (باب نصر سے) آتا ہے۔ یہ فعل ہمیشہ لازم استعمال ہوتا ہے (یعنی مفعول کے بغیر) اور اس کے بنیادی معنی " ظاہر ہونا / ہو جانا " اور " بالکل آشکار (کھلم کھلا) ہونا " ہیں ۔ اس سے اس کے ایک اور معنی " صحرانشین (بدوی) ہونا " بھی پیدا ہوتے ہیں ۔ (یعنی کھلی فضا میں رہنا) (اس صورت میں مصدر " بَدَاوَةً " ہوتا ہے) ۔ قرآن کریم میں اس مادہ سے فعل مجرد کے صرف ماضی کے مختلف صیغے ۹ جگہ اور اس مادہ سے مأخوذ یا مشتق اسماء چار جگہ آئے ہیں ۔ اور زیادہ تر پہلے معنی (ظاہر ہونا) کے لیے ہی استعمال ہوتے ہیں ۔ (صرف تین جگہ دوسرے معنی آئے ہیں) ۔

● " تُبْدُوْنَ " اس مادہ (ب د و) سے باب افعال کا فعل مضارع معروف صیغہ جمع مذکر حاضر ہے ۔ اس باب (افعال) سے فعل اَبْدٰی .... یُبْدِیْ اِبْدَاءً " (دراصل اَبْدَوَ یُبْدِوُ اِبْدَاوًا) کے معنی ہیں : " ...... کو خوب اچھی طرح ظاہر کر دینا ، ...... کو خوب آشکار کر دینا " ۔ یہ فعل ہمیشہ متعدی آتا ہے بنفسہٖ بھی اور " باء " کے صلہ کے ساتھ بھی مثلاً کہیں گے اَبْدَی الشَّیْءَ و بِالشَّیْءِ (اس نے چیز کو ظاہر کر دیا).

قرآن کریم میں باء کے صلہ والا استعمال صرف ایک دفعہ آیا ہے (القصص:۱۰) مجموعی طور پر اس باب سے مختلف اسماء اور افعال کے صیغے قرآن کریم میں کل ۱۷ جگہ آئے ہیں۔

● مندرجہ بالا لغوی وضاحت کی روشنی میں " ما تبدون " کا ترجمہ بنتا ہے " جو کچھ کہ تم ظاہر کرتے ہو" اور بیشتر مترجمین نے یہی ترجمہ کیا ہے، البتہ بعض نے صرف " جو" استعمال کیا ہے اور بعض نے "جس بات کو" کے ساتھ ترجمہ کیا ہے۔ بعض نے " تم ظاہر کرتے ہو" کی بجائے صرف " ظاہر کرتے ہو" سے ترجمہ کیا ہے کیونکہ " تُبْدُونَ " کی طرح " کرتے ہو" میں بھی "تم" موجود ہے۔ البتہ بعض نے اس کا ترجمہ " جو تم کھولتے ہو" سے کیا ہے، جو لفظ اور محاورہ دونوں لحاظ سے محل نظر ہے۔

۲:۲۳:۱(۴) [وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ] اس میں " وَمَا كُنْتُمْ " کے اجزاء الگ الگ آپ پڑھ چکے ہیں۔ اگر اب بھی ضرورت محسوس کریں تو " وَ " (عاطفہ بمعنی اور) اور دیگر استعمالات کے لیے دیکھئے ۱:۴:۱(۳) یعنی الفاتحہ : ۵ میں۔ "ما" (موصولہ بمعنی جو کچھ کہ) اور اس کے دیگر معنی و استعمال کے لیے دیکھئے البقرہ : ۳ یعنی ۲:۲:۱(۵) " کنتم " (تم ہو/تھے) کے مادہ، وزن، تعلیل اور معنی وغیرہ کے لیے دیکھئے البقرہ : ۲۳ یعنی ۲ : ۱۷ : ۱(۱)

[تَكْتُمُوْنَ] کا مادہ " ک ت م " اور وزن " تَفْعُلُوْنَ " ہے۔ اس ثلاثی مادہ سے فعل مجرد " كَتَمَ ...... يَكْتُمُ كِتْمَانًا " (باب نصر سے) استعمال ہوتا ہے۔ اور اس کے معنی ہیں: "......کو چھپانا"، "......کو پوشیدہ کرنا"، "......کو دل میں رکھنا"۔ زیادہ تر یہ کسی " سِر " (بھید، راز) وغیرہ کے لیے استعمال ہوتا ہے تاہم اس کا مفعول کبھی " حق " (سچ)، شہادۃ (گواہی) وغیرہ بھی ہو سکتے ہیں۔ مثلاً کہیں گے " كَتَمَ السِّرَّ / الحَقَّ / الشَّهادَةَ

وغیرہ (یعنی اس نے بھید/حق/گواہی وغیرہ کو چھپایا ــــ جس طرح " اِبداء" (دیکھئے اوپر ۲: ۲۳: ۱ (۳)) کے معنوں میں "خوب اور اچھی طرح ظاہر کرنے" کا مفہوم ہے۔ اسی طرح " کِتمان " میں " خوب اچھی طرح چھپا لینے " کا مفہوم ہوتا ہے۔

یہ فعل متعدی استعمال ہوتا ہے (اوپر آپ نے ایک مثال دیکھی ہے)۔ عموماً اس کے دو مفعول ہوتے ہیں (۱) جس سے چھپایا جائے اور (۲) جو (بات یا چیز) چھپائی جائے۔ اور یہ دونوں مفعول عموماً بنفسہٖ (بغیر صلہ کے) آتے ہیں مثلاً کہیں گے " کتمتُ الرَّجُلَ الحدیثَ " (میں نے آدمی سے بات چھپالی) ــــ بعض دفعہ مفعول اول پر " مِن " کا صلہ بھی لگا دیتے ہیں (اور جدید عربی میں " عن " کا استعمال بھی جائز سمجھا جاتا ہے) مثلاً کہیں گے: کتمتُ مِنَ / عنِ الرجلِ الحدیثَ (میں نے آدمی سے بات پوشیدہ رکھی)۔

قرآن کریم میں یہ فعل اس طرح (مِنْ یا عَنْ کے ساتھ) کہیں استعمال نہیں ہوا۔ البتہ دونوں مفعول براہِ راست (بنفسہٖ) کم از کم ایک جگہ (النساء: ۲۲۸) آئے ہیں ــــ ورنہ زیادہ تر اس کا پہلا مفعول (جس سے بات چھپائی جائے) محذوف یعنی غیر مذکور ہوتا ہے اور وہ سیاقِ عبارت سے سمجھا جا سکتا ہے (مثلاً اللہ تعالیٰ سے، لوگوں سے وغیرہ)۔ قرآن میں کم از کم بیس مقامات پر یہ فعل اسی طرح مفعول اوّل کے حذف کے ساتھ آیا ہے ــــ عربی زبان میں یہ فعل (کتم) مختلف مصادر کے ساتھ بعض دوسرے معانی (مثلاً برتن کا دودھ وغیرہ کو اپنے اندر سمو لینا یعنی باہر نہ گرنے دینا، گھوڑے یا اونٹ کا سانس لینا وغیرہ) کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ تاہم یہ استعمال قرآن کریم میں کہیں نہیں آیا ــــ اسی طرح قرآن کریم میں تو یہ فعل ہر جگہ صرف مجرد (سے) ہی استعمال ہوا ہے۔ اگرچہ عربی زبان میں اس مادہ (کتم) سے مزید فیہ کے افعال بھی مختلف معانی کے لیے آتے ہیں۔

(جاری ہے)

مرکزی انجمن خدّام القرآن لاہور کا

بیسواں سالانہ اجلاس

مرکزی انجمن خدّام القرآن لاہور کا بیسواں سالانہ اجلاسِ عام سوموار ۲۰ر اپریل ۱۹۹۲ء بمطابق ۲۵ر شوال ۱۴۱۴ھ بعد نماز مغرب قرآن آڈیٹوریم میں زیر صدارت جناب صدر مؤسس محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب منعقد ہوا۔ نماز عصر اور مغرب کے درمیان اراکینِ انجمن کی چائے سے تواضع کی گئی۔

بعد مغرب، سالانہ اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوتِ قرآن مجید سے ہوا اور معتمد مرکزی انجمن نے معزز مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔

۹۰ء کے اجلاسِ عام کی کارروائی پڑھ کر سنائی گئی اور اراکینِ انجمن کی طرف سے صحتِ تحریر کی تصدیق کے بعد جناب صدر مؤسس نے روداد کی توثیق کردی۔

اس کے بعد مرکزی انجمن کے ناظمِ اعلیٰ سراج الحق سید صاحب ۹۱ء کی سالانہ رپورٹ کے اہم نکات (High Lights) بیان کرنے آئے۔ انہوں نے محترم صدر مؤسس، معزز اراکین، مہمانانِ گرامی کا استقبال کیا اور خصوصیت سے منسلک انجمنوں کے Delegates اور ان کے عہدیداروں کو خوش آمدید کہا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ مرکزی انجمن کے اجلاس عام میں منسلک انجمنوں کے صدر اور مجلس منتظمہ کے اراکین کو شرکت کے لئے مدعو کیا گیا تھا۔

اس کے ساتھ ہی انہوں نے انجمن اور محترم صدر مؤسس کی طرف سے مجلسِ منتظمہ کے اراکین اور اعزازی ناظمین کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے ۹۱ء کے دوران بھی اپنی ذمہ داریوں کو بڑی باقاعدگی اور خوش اسلوبی سے سرانجام دیا اور تفویض شدہ محکموں کی نگرانی کی، انہوں نے اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک اراکینِ انجمن سے متعلق اعداد و شمار

پیش کئے ۔ مرکزی انجمن کا پودا اب ملک کے اندر اور باہر جس تیزی سے برگ و بار لا رہا ہے' اس ضمن میں کراچی' ملتان اور فیصل آباد کی انجمنوں کا خصوصیت سے ذکر کیا گیا۔

اس کے بعد ناظم اعلیٰ نے انجمن کے ہر شعبہ کی کارکردگی کے Salient Point بیان کئے ۔ مختلف شعبہ جات جن کا مختصر جائزہ پیش کیا گیا ان میں اکیڈمک ونگ' مکتبہ' جنرل ایڈمنسٹریشن' نشر القرآن' قرآن کالج' قرآن کالج ہاسٹل' اور خط و کتابت کورس وغیرہ کے شعبہ جات شامل تھے ۔

۹۱ء کے آمد و خرچ کا حساب اور بیلنس شیٹ دونوں سالانہ رپورٹ میں تفصیل کے ساتھ شائع کی گئی ہیں' ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حاضرین سے کہا گیا کہ اگر Financial Statements سے متعلق کوئی سوال یا تفصیل درکار ہو تو انجمن کے ناظم مالیات اور اکاؤنٹنٹ اجلاس میں موجود ہیں' وہ ان شاء اللہ معلومات مہیا کر سکیں گے، لیکن اس ذیل میں حاضرین کی طرف سے کوئی بات نہیں اٹھائی گئی ۔

مرکزی انجمن کی سالانہ رپورٹ کے اہم نکات کے ذکر کے بعد مجلسِ منتظمہ کا ایک فیصلہ اجلاس عام کی توثیق کے لئے پیش کیا گیا ۔ مرکزی انجمن کے دستور کی دفعہ ۵ شق (د) کے تحت منسلک انجمنوں کو اپنی سالانہ آمدنیوں کا دس فی صد لازماً مرکزی انجمن کو منتقل کرنا ہوتا ہے ۔ مرکزی انجمن کی مجلس منتظمہ نے اپنے اجلاس منعقدہ ۳۱ مارچ ۱۹۹۲ء یہ فیصلہ کیا کہ مذکورہ بالا دس فی صد کا اطلاق منسلک انجمن کی صرف یکمشت اعانت اور ماہانہ اعانت پر ہوگا ۔ ان کے خصوصی پراجیکٹس کے فنڈز اور زکوۃ ر صدقات کی مدات اس سے مستثنیٰ ہوں گی ۔ حاضرین کی اکثریت نے ہاتھ اٹھا کر اس فیصلے کی توثیق کر دی ۔

بعد ازاں منسلک انجمنوں کا تعارف کروایا گیا اور ان کی گذشتہ سال کی کارگزاری کا ذکر کیا گیا ۔ سب سے پہلے جناب زین العابدین صاحب انجمن خدام القرآن سندھ' کراچی کے صدر اسٹیج پر تشریف لائے اور ۱۹۸۶ء میں انجمن سندھ کی تشکیل' بعد ازاں رجسٹریشن' ڈیفنس سوسائٹی میں قرآن اکیڈمی کی عمارت کی تکمیل اور گذشتہ سال رمضان المبارک میں وہاں محترم صدر مؤسس کے دورۂ ترجمہ قرآن کا ذکر کیا اور بتایا کہ ۹۲ء کے دوران قرآن اکیڈمی کراچی میں ایک سالہ کورس شروع کرنے کا پروگرام ہے۔ ان کے بعد

محترم کرنل غلام حیدر ترین صاحب' صدر انجمن خدام القرآن پنجاب' ملتان نے انجمن ملتان کا تعارف کروایا۔ ماشاء اللہ اس سال رمضان المبارک میں محترم صدر مؤسس نے قرآن اکیڈمی ملتان میں دورۂ ترجمہ قرآن کی تکمیل کی ہے۔ ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب' صدر انجمن فیصل آباد' سید برہان علی صاحب' نائب صدر انجمن کوئٹہ' اور نصیرالدین محمود صاحب' ایس ایس کیو شکاگو نے متعلقہ منسلک انجمنوں کا تعارف کروایا۔ منسلک انجمنوں کے علاوہ مرکزی انجمن کے نمائندے جناب غلام رسول بھٹی صاحب' (الواسع) ' جناب محمد رشید عمر صاحب (سعودی عرب) ' جناب مرتضیٰ اعوان صاحب' اسلام آباد نے متعلقہ مقامات پر مرکزی انجمن کی Activities کا ذکر کیا۔

۹۲ء ۔ ۹۳ء کے لئے مجلس منتظمہ کے انتخاب کے لئے ناظم انتخاب محترم جناب بشیر ملک صاحب نے اعلان کیا کہ مستقل ارکان اور عام ارکان کے لئے قرطاس تجویز بالترتیب صرف دو اور چار اراکین کے لئے وصول ہوئے ہیں جو مجلس منتظمہ میں ان کی Allocation کے مطابق ہیں۔ لہٰذا ان دو کیٹیگریز میں مجوزہ حضرات بلا انتخاب منتخب تصور کئے جارہے ہیں۔ مؤسسین / محسنین کی نوع میں قرطاسِ تجویز سات حضرات کے لئے موصول ہوتے ہیں' اس کیٹیگری میں سے چھ افراد کو مجلس منتظمہ میں نمائندگی دی جاتی ہے' جس میں ناظم انتخاب بربنائے منصب منتخب شمار کیا جاتا ہے' لہٰذا مجوزہ سات حضرات میں سے الیکشن کے ذریعہ باقی پانچ حضرات کا انتخاب ہونا ہے۔ ملک صاحب نے بتایا کہ تینوں Categories میں کل ۱۲ منتخب ارکان کے علاوہ دو ارکان محترم صدر مؤسس کی طرف سے نامزد کئے جاتے ہیں۔ اس بناء پر محترم صدر مؤسس نے اسی وقت یہ فیصلہ سنا دیا کہ مؤسسین / محسنین کی کیٹیگری کے لئے سات مجوزہ ناموں میں سے پانچ حضرات منتخب شمار کر لئے جائیں اور باقی دو ان کی طرف سے نامزد۔ اس طرح اس Category میں بھی الیکشن کی ضرورت نہیں پڑی۔

ایجنڈے کا آخری آئٹم محترم صدر مؤسس کا خطاب تھا۔ رات زیادہ ہو جانے کی وجہ سے انہوں نے طے شدہ خطاب کی بجائے اپنی گفتگو کو چار اہم عملی نکات کے بیان تک محدود رکھا۔ سب سے پہلے انہوں نے منسلک انجمنوں کے نمائندگان کو مخاطب کیا۔ بعض انجمنوں نے سال کے دوران اس خواہش کا پرزور اظہار کیا تھا کہ مرکزی انجمن ان کی

آمدنیوں کا دس فی صد حصہ نہ لے یا یہ کہ یہ فیصد صرف اعانتوں پر apply کیا جائے اور دیگر فنڈز اس سے مستثنیٰ ہوں۔ اس پر محترم صدر مؤسس نے کہا کہ منسلک انجمنوں کو اپنی آمدنیوں کا دس فی صد مرکزی انجمن کو نہایت خوشدلی سے ادا کرنا چاہیے، خصوصاً اس اعلان کے بعد کہ اس دس فی صد کا اطلاق ان کی صرف یکمشت اور ماہانہ اعانتوں پر ہوگا' ان کے کنسٹرکشن اور اسپیشل فنڈز اور زکوٰۃ و صدقات کے لئے فنڈز اس سے مستثنیٰ ہونگے۔ منسلک انجمنیں مرکزی انجمن کا یہ Share خوش دلی سے ادا کریں گی تو ان شاء اللہ اس سے ان کے اپنے کام میں بھی برکت ہوگی۔ اور پھر یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہیے کہ مرکزی انجمن کو وہ جو کچھ دیں گے تو وہ دعوت رجوع الی القرآن پر ہی خرچ ہوگا۔ مرکزی انجمن جتنی مستحکم ہوگی اسی نسبت سے ان شاء اللہ منسلک انجمنیں بھی مستحکم ہونگی۔

دوسری بات جس پر محترم صدر مؤسس نے زور دیا وہ مرکزی انجمن کی رکنیت سے آگے بڑھ کر اس پوری تحریک کے ساتھ عملی تعاون اور اس میں پیش قدمی کے بارے میں تھی' جس کی جڑ اور اساس بجا طور پر مرکزی انجمن خدام القرآن کو قرار دیا جاسکتا ہے۔ انہوں نے اس پوری تحریک کو درخت کی ایک بڑی عمدہ مثال سے واضح کیا۔ انجمن کی دعوت رجوع الی القرآن اس درخت کی جڑ ہے' تنظیم اسلامی اس درخت کا تنا اور تحریک خلافت اس درخت کے برگ و بار کی طرح ہے۔ تنظیم اسلامی میں شمولیت تو بیعت کی بنیاد پر ہے جو نسبتاً زیادہ پابندی' ڈسپلن اور Commitment چاہتی ہے' اس لئے شاید بہت سے لوگوں کے لئے اس میں شرکت اتنی آسان نہ ہو۔ لیکن تحریک خلافت میں شمولیت تو محض اس کا تعاون فارم پُر کرنے سے ہوجاتی ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ جہاں انجمن کے اراکین کا تعاون بالعموم مالی انفاق تک محدود ہے اور اس سے زیادہ کا ان سے تقاضا نہیں کیا جاتا وہاں تحریک خلافت کے معاونین سے روپے پیسے سے زیادہ وقت اور صلاحیتوں کا انفاق درکار ہوگا۔ انہوں نے شرکاءِ جلسہ' اور خصوصاً اراکین انجمن سے اپیل کی کہ انجمن کی رکنیت کے بعد اگلا قدم اٹھائیں اور تحریک خلافت کے معاون بنیں۔

تیسری بات جو محترم صدر مؤسس نے بڑی تاکید سے کہی وہ ایک سالہ کورس میں'

جس کا نیا سمسٹر اوائل مئی سے شروع ہو رہا ہے، داخلہ کے متعلق تھی۔ انہوں نے توجہ دلائی کہ ہم دنیا جہان کے مضامین کی ڈگریاں حاصل کرنے کے لئے تو اپنی عمر کا بہترین حصہ صرف کرنے پر تیار ہیں لیکن ہماری کم نصیبی کہ عربی کی اتنی سی تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھی وقت نہیں نکال سکتے کہ قرآن حکیم کو بغیر کسی ترجمے کی مدد سے سمجھ سکیں۔ انہوں نے کہا اب ہمت کیجئے، لاہور اور کراچی دونوں جگہ ایک سالہ کورس آئندہ چند دنوں میں شروع ہو رہا ہے، اس میں داخلہ لیجئے۔

آخر میں محترم صدر مؤسس نے ملک کے بڑے بڑے شہروں میں انجمن خدام القرآن اور قرآن اکیڈمیز کا ایک جال بچھانے کی خواہش کا اظہار کیا۔ اس موقعہ پر انہوں نے خصوصیت سے چار حضرات کو مخاطب کیا۔ پشاور سے تشریف لانے والے ڈاکٹر اقبال صافی صاحب نے جو میڈیکل اسپیشلسٹ (T.B) کی حیثیت سے معروف ہیں اور زمیندار گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں، الحمد للہ پشاور میں انجمن قائم کرنے کا بیڑہ اٹھایا ہے، دوسرے قابل احترام مہمان جن کا ذکر کیا گیا وہ ہیں جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب جو رحیم یار خان کے ایک معروف پریکٹیشنر اور وہاں کی با اثر شخصیت ہیں۔ محترم صدر مؤسس نے ان سے اپنے دیرینہ تعلقات کا ذکر کیا اور ان کی توجہ اس جانب مبذول کرائی کہ اب وہ عملی قدم اٹھائیں اور رحیم یار خان میں انجمن خدام القرآن اور قرآن اکیڈمی قائم کریں۔

تیسری شخصیت حیدر آباد سے جناب محترم قاضی عبدالقادر صاحب کی تھی جنہیں مخاطب کیا گیا۔ عبدالقادر صاحب حیدر آباد کے سوشل کاموں میں نمایاں حیثیت رکھتے ہیں، وہاں کے انڈسٹریلسٹ رہے ہیں، گو اب وہ انڈسٹری کا کام ختم کر چکے ہیں تاہم اب بھی اس فیکٹری کے ایک بڑے قطعہ زمین کے مالک ہیں۔ محترم صدر موسس نے فرمایا کہ محترم قاضی صاحب تنظیم اسلامی کے تو کئی سال سے رفیق ہیں، اب انہیں چاہیے کہ جلد از جلد وہاں انجمن اور اکیڈمی قائم کریں۔ پھر صدر مؤسس کی نظر ایک خالی نشست پر گئی جس پر کچھ دیر پہلے تک اسلام آباد سے جناب محمد صدیق صاحب تشریف فرما تھے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ انہیں ساڑھے نو بجے کی فلائٹ سے اسلام آباد واپس جانا تھا اور وہ جا چکے ہیں۔ جناب صدیق صاحب ایک Self made انسان ہیں، اب ایک بڑے

انڈسٹر-یلسٹ ہیں۔ Sabro کے نام سے ائر کنڈیشننگ سسٹم بناتے ہیں ۔ قرآن آڈیٹوریم کے موجودہ A.C یونٹس انہوں نے ہی مرکزی انجمن کو ہدیہ کئے ہیں اور مزید یونٹس دینے کا بھی وعدہ کیا ہے۔ ان کے ادارے کی طرف سے انجمن کے لئے باقاعدہ مالی اعانت بھی ہوتی ہے ۔ محترم صدر مؤسس نے اس ذکر کے ساتھ ساتھ تاکیداً کہا کہ محترم صدیق صاحب کو چاہیے کہ وہ انجمن کے لئے اپنا وقت بھی لگائیں اور راولپنڈی ر اسلام آباد میں منسلک انجمن خدام القرآن اور قرآن اکیڈمی کے قیام کی بھرپور کوشش کریں۔ ملک کا دارالحکومت اسلام آباد اور اس کا جڑواں شہر راولپنڈی، دونوں کی اہمیت اس بات کی متقاضی ہے کہ وہاں انجمن خدام القرآن اور قرآن اکیڈمی کا قیام عمل میں آنا چاہیے !

اجلاس عام دعائے خیر کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔

لَن يَنَالَ اللّٰهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاءُهَا وَلٰكِن يَنَالُهُ التَّقْوٰى مِنكُمْ
(الحج - آیت ۳۷)

اللہ تک تمہاری قربانیوں کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا مگر تمہارا تقوٰی پہنچتا ہے -

قربانی ہماری معاشرتی رسم ہے یا دینی فریضہ!

عیدالاضحیٰ کے مبارک موقع پر قربانی کے ساتھ

قربانی کی رُوح اور مقاصد کو سمجھنے کے لیے

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کی تالیف

عیدالاضحیٰ اور فلسفہ قربانی

کا مطالعہ ضرور کیجئے

• سفید کاغذ • رنگین سرورق • ۴۸ صفحات • قیمت -/۶ روپے

قریبی بکسٹال سے خریدیئے یا ہم سے منگوائیے !

مرکزی انجمن خدام القرآن، ۳۶- K ماڈل ٹاؤن لاہور ۱۴۷۰۰

سالانہ رپورٹ

مرکزی انجمن خُدّام القرآن لاہور

برائے سال ۱۹۹۱ء

- ابتدائیہ
- جنرل — اہم واقعات و معلومات
- شعبہ جات کی کارکردگی کا جائزہ
- مالی گوشوارے
- اختتامیہ

مرتّب:
سراج الحق سیّد
(ناظمِ اعلیٰ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

محترم صدر مؤسس، معزز ارکانِ مجلسِ منتظمہ اور گرامیٔ قدر ارکانِ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور!

الحمد للہ اس سال بھی مجھے مرکزی انجمن کی سالانہ رپورٹ پیش کرنے کا اعزاز حاصل ہے۔ یہ رپورٹ انجمن کی جنوری تا دسمبر ۹۱ء کی کارکردگی پر مشتمل ہے۔

مرکزی انجمن کی مجلس منتظمہ جس کا انتخاب ۱۹۹۰ء میں ہوا تھا، ۱۹۹۱ء کے دوران بھی محترم صدر مؤسس کی رہنمائی میں انجمن کی انتظامیہ کو ہدایات دینے اور اس کی کارکردگی کی نگرانی کرنے کی ذمہ داری بڑے احسن طریقہ پر ادا کرتی رہی۔ مجلس منتظمہ کے اجلاس باقاعدگی سے جنوری تا دسمبر ہر ماہ منعقد ہوتے رہے۔

مجلس منتظمہ میں گذشتہ سال کے دوران صرف ایک تبدیلی کی گئی۔ میجر خاور قیوم صاحب کی معذرت پر ان کی جگہ میجر فتح محمد صاحب کو مجلس منتظمہ کا رُکن مقرر کیا گیا۔ اسی طرح اعزازی ناظمین جن کا تقرر ۱۹۹۰ء میں کیا گیا تھا، اس میں بھی ایک تبدیلی کی گئی یعنی ناظم بیرون ملک کی ذمہ داری محترم قمر سعید قریشی صاحب کی جگہ ناظم اعلیٰ کو اضافی ذمہ داری کے طور پر تفویض کی گئی۔ محترم قمر صاحب اب اپنا تمام فارغ وقت تنظیم اسلامی میں لگا رہے ہیں۔

میں مجلس منتظمہ کے تمام اراکین اور اعزازی ناظمین کا جو اپنا وقت اور اپنی صلاحیتیں مرکزی انجمن کی دعوت رجوع الی القرآن کے لئے صرف کر رہے ہیں، انجمن اور اس کے صدر مؤسس محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ان کی کاوشوں کا اجر تو اللہ تعالیٰ کے ہی ذمہ ہے۔ دعا ہے کہ وہ اسے ان کے لئے توشۂ آخرت بنائے۔

جنزل۔ اہم واقعات اور معلومات

اس سے پہلے کہ آپ کی خدمت میں مختلف شعبہ جات کا جائزہ پیش کیا جائے، میں چاہتا ہوں چند اہم واقعات اور نکات اور بعض ضروری اعداد و شمار آپ کی خدمت میں پیش کردوں۔

انجمن کے دستور کا نظر ثانی شدہ (Revised) ایڈیشن

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کی سب سے اہم دستاویز وہ ہے جس میں انجمن کے قیام کا پس منظر، قرار داد تاسیس اور توضیح قرار داد، انجمن کا دستور اور اس سے متعلق دو اہم وضاحتیں اور اس کے دستوری نظام کو برقرار رکھنے کے لئے تفصیلی قواعد و ضوابط درج کئے گئے ہیں۔ ۱۹۹۱ء میں اس اہم دستاویز کا نظر ثانی شدہ (Revised) ایڈیشن شائع کیا گیا۔ اس کی دوبارہ اشاعت مندرجہ ذیل وجوہ سے ضروری ہوگئی تھی:

(۱) تین نئے اعزازی ناظمین کا تقرر۔ ان کے شعبہ جات اور فرائض کی تعیین۔

(۲) اعزازی ناظمین کے فرائض میں ردّو بدل۔ فرائض کی تحریری تفصیل کے علاوہ تازہ ایڈیشن میں ادارے کے انتظامی ڈھانچے کی نقشہ کشی (Graphic Repre-sentation) بھی کی گئی ہے۔ اس چارٹ کی مدد سے یہ بات بہ آسانی سمجھ میں آجاتی ہے کہ اعزازی ناظمین / ڈائریکٹر اور ان کے تحت مختلف عہدہ دار کس طور پر منظم (Organize) کئے گئے ہیں اور اپنی ذمہ داریوں کے لحاظ سے ان کا آپس میں کیا تعلق ہے۔

(۳) شعبہ جاتِ انجمن اور اعزازی ناظمین کے تحت باتنخواہ عملہ کے حصّے کو نسبتاً تفصیل

سے لکھا گیا ہے اور اگر موجودہ انتظامی ڈھانچے اور مطلوبہ نظم میں بالفعل کوئی فرق و تفاوت موجود ہے تو اس کی وجوہ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

(۴) کچھ لفظی ترامیم جو تحریر کے مدّعا کو بہتر طریقہ سے بیان کرتی ہیں۔

(۵) مؤسّسین کی ماہانہ اعانت اور محسنین، مستقل اور عام ارکان کی یکمشت اور ماہانہ اعانتوں میں اضافہ۔

(٦) ملازمت کے قواعد و ضوابط کو ۱۹۹۰ء کے دوران علیحدہ شائع کردیا گیا تھا اس لئے وہ حصہ اس ایڈیشن سے نکال دیا گیا ہے۔

ہفتہ وار سلسلۂ درسِ قرآن

محترم صدر مؤسّس ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے تسلسل کے ساتھ جو درسِ قرآن کا سلسلہ قریباً اٹھارہ سال پہلے شروع کیا تھا، الحمد للہ وہ ۹ نومبر ۹۱ء کو تکمیل کو پہنچا۔

اللہ تعالٰی کے حضور اظہارِ تشکّر کے طور پر ۹ نومبر کے پروگرام کو ایک تقریب کی شکل دے دی گئی۔ معزز شرکاء درس کے علاوہ کئی علمائے کرام اور اہلِ علم و دانش نے تعلیم و تعلّمِ قرآن پر اظہارِ خیال فرمایا۔ تقریب دعائے خیر پر ختم ہوئی۔ حاضرینِ جلسہ کی تواضع شیرینی اور چائے سے کی گئی۔ اس موقع پر درس قرآن کے آئندہ پروگرام کا اعلان بھی کیا گیا اور یہ فیصلہ ہوا کہ آئندہ اگر اللہ نے چاہا تو تسلسل کے ساتھ سورۃ الفاتحہ سے درس قرآن کا از سرِ نو آغاز کیا جائے گا۔ اور یہ درس ہفتے میں ایک بار کی بجائے آئندہ دو بار ہوا کرے گا۔

گذشتہ سلسلہ درس کی تکمیل اور نئے سلسلہ درس کا آغاز قرآن آڈیٹوریم میں ہوا جو بفضلہٖ ۱۹۹۱ء کے اوائل میں پوری طرح Furnish کردیا گیا تھا۔ اس طرح اللہ تعالٰی کے فضل سے قرآن آڈیٹوریم کے قائم کرنے کی ایک بڑی ضرورت کے پورا ہونے کا سامان ہوگیا کہ اب درس قرآن کا انعقاد سمع و بصر کی جدید سہولتوں سے آراستہ آڈیٹوریم میں ہفتہ میں دو بار، ہفتہ اور اتوار کو ہو رہا ہے۔

محاضرات قرآنی

ہر سال کی طرح مرکزی انجمن نے اپریل ۹۱ء میں محاضرات قرآنی کا اہتمام کیا۔ اس بار موضوع تھا "ایمان"۔ اس موضوع پر محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے پانچ دن میں پانچ ایمان افروز خطابات ہوئے۔ ہر خطاب کے بعد علمائے کرام اور اہل علم حضرات کا ایک پینل تبصرہ اور سوالات کرتا تھا اور ڈاکٹر اسرار صاحب ان کا جواب دیتے تھے۔

انجمن کی توسیعی کوششیں

(i) مرکزی انجمن کے ماہانہ دعوتی اجتماع کا سلسلہ جو جولائی ۹۰ء میں شروع کیا گیا تھا' اکتوبر ۹۱ء تک باقاعدگی سے جاری رہا۔ ہر ماہ شہر کے کسی مختلف حصہ میں کوئی معزز رکنِ انجمن اجتماع کا انتظام کرتے تھے جہاں ناظم اعلیٰ کی طرف سے انجمن کے تعارف کے بعد محترم صدر مؤسّس کا خطاب ہوتا تھا۔

(ii) قرآن آڈیٹوریم میں منعقدہ ہفتہ وار درس قرآن کے شرکاء کے کوائف حاصل کئے گئے۔ پھر انہیں ایک اجتماع میں مدعو کیا گیا جہاں دو طرفہ تعارف کا سلسلہ ہوا یعنی انجمن کی طرف سے دعوت رجوع الی القرآن کا تعارف' خصوصیت سے قرآن کالج کے ایک سالہ دینی کورس کا' اور شرکاء کی طرف سے ان کا ذاتی تعارف۔

(iii) انجمن کی مجلس منتظمہ نے فیصلہ کیا کہ اراکین انجمن جن کی اعانت سال کے آخر میں Up to date ہو' انہیں انجمن کا ماہانہ جریدہ 'حکمتِ قرآن' ایک سال کے لئے اعزازی طور پر جاری کردیا جائے۔ یہ اعزازی پرچہ اس درخواست کے ساتھ اراکین کو بھیجا جاتا ہے کہ اگر وہ پہلے سے حکمت قرآن کے Subscriber ہیں تو اعزازی پرچہ اپنے احباب میں سے کسی کو پیش کردیں۔

(iv) ایسے ارکان کو Reclaim کرنے کے لئے جو ایک عرصے سے اپنی اعانت ادا نہیں کررہے تھے انجمن کی مجلس منتظمہ نے ایک اچھا فیصلہ کیا کہ ان میں سے جو حضرات صرف جنوری سے دسمبر ۹۱ء تک کی اعانت ۱۵ جنوری ۹۲ء تک ادا کردیں اور آئندہ

اعانت باقاعدگی سے ادا کرنے کا وعدہ کریں، انہیں گذشتہ Dues کی ادائیگی سے مستثنیٰ کردیا جائیگا اور ۹۲ء کے الیکشن میں ان کا حقِ رائے دہی بھی محفوظ رہے گا۔

اراکین انجمن کی تعداد

	تعداد ۱۹۹۰ کے اختتام پر	۱۹۹۱ء کے دوران اضافہ	تعداد ۱۹۹۱ء کے اختتام پر
حلقہ مؤسسین و محسنین	۲۴۸	۲۷	۲۷۵
حلقہ مستقل ارکان	۱۳۳	۱۷	۱۵۰
حلقہ عام ارکان	۵۷۰	۷۱	۶۴۱
کل تعداد	۹۵۱	۱۱۵	۱۰۶۶

مندرجہ بالا اعداد میں بیرون ملک کے اراکین کی مندرجہ ذیل تعداد شامل ہے :

حلقہ محسنین	۵۰	۶	۵۶
حلقہ مستقل ارکان	۲۹	۶	۳۵
حلقہ عام ارکان	۱۶۴	۳۶	۲۰۰
کل تعداد بیرون ملک	۲۴۳	۴۸	۲۹۱

رکنیت کے لحاظ سے انجمن کی یہ کُل پونجی ہے جو اوپر درج کی گئی ہے۔ یہ نتیجہ ان کوششوں کے بعد ہے جو مرکزی انجمن اپنے طور پر کررہی ہے، جس میں سے بعض کوششوں کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ یہاں اتنا عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ کام تمام

اراکینِ انجمن کے تعاون کے بغیر آگے نہیں بڑھ سکتا۔ اگر ہم خود انجمن کے رکن اس لئے بنے تھے کہ دعوت رجوع الی القرآن جیسے اعلیٰ مشن میں انجمن کا ہاتھ بٹائیں تو پھر ہم میں سے ہر فرد پر یہ بھی لازم ہے کہ ہم اس نعمت کو، جس سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں سرفراز فرمایا ہے، اپنے احباب تک پہنچائیں تاکہ انجمن کی یہ تحریک اپنی منزل مقصود کی طرف تیزی سے گامزن ہو۔

منسلک (Affiliated) انجمنیں

ارکان کی تعداد کے ساتھ ساتھ، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مرکزی انجمن کی منسلک (Affiliated) انجمنوں کا ذکر بھی کردیا جائے۔

انجمن خدام القرآن کا پودا جو محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے ۱۹۷۲ء میں لاہور میں لگایا تھا، وہ ماشاء اللہ اب بار آور ہو رہا ہے۔ اندرونِ ملک، کراچی، ملتان، فیصل آباد اور کوئٹہ میں "انجمن خدام القرآن" ہی کے زیر عنوان منسلک انجمنیں نہ صرف قائم ہیں بلکہ ان میں سے بعض تو اللہ کے فضل سے لاہور کے طرز پر اکیڈمی قائم کرنے میں مصروف ہیں۔ اس ضمن میں پہل کرنے کا سہرا کراچی کے سر ہے۔ کلفٹن میں ایک وسیع و عریض پلاٹ پر اکیڈمی کے دفاتر اور کلاس رومز کی تعمیر مکمل کر لی گئی ہے۔ گذشتہ رمضان میں محترم صدر مؤسس کے دورۂ ترجمۂ قرآن کی سعادت کراچی کی اکیڈمی کو حاصل ہوئی۔ موجودہ عمارت کے اوپر ایک خوبصورت مسجد کی تعمیر کا کام شروع ہو چکا ہے۔

اس ضمن میں انجمن کراچی کے بالکل پیچھے پیچھے قدم رکھنے والا دوسرا ادارہ انجمن خدام القرآن ملتان کا ہے۔ ۹۲ء میں رمضان المبارک میں محترم صدر مؤسس کے دورۂ ترجمۂ قرآن کا اعزاز قرآن اکیڈمی ملتان کو ہوگا۔ وہاں بھی basement کی تعمیر رمضان المبارک تک اس درجہ مکمل ہو جائے گی کہ دورۂ ترجمہ منعقد کیا جا سکے۔

بیرون ملک 'Society of The Servants of Al Quran' کے نام سے شمالی امریکہ میں، جمعیت خدام القرآن کے عنوان سے ابو ظبی (امارات) میں، انجمن خدام القرآن کے نام سے شارجہ (امارات) اور حیدر آباد دکن میں منسلک انجمنیں قائم ہیں۔

شاید آپ کے علم میں ہو کہ مسلک انجمنیں صرف مقاصد کے اعتبار سے مرکزی انجمن سے مسلک (Affiliated) ہوتی ہیں۔ یہ اپنا دستور اور دستوری نظام کو چلانے کے لئے قواعد و ضوابط خود متعین کرتی ہیں اور اپنے مالی اور انتظامی امور میں بالکل آزاد (autonomous) ہوتی ہیں۔ اندرون ملک مسلک انجمنیں اپنی سالانہ آمدنیوں کا دسواں حصہ مرکزی انجمن کو منتقل کرنے کی ذمہ دار ہوتی ہیں۔ بیرون ملک مسلک انجمنوں پر یہ پابندی عائد نہیں ہوتی۔

مرکزی انجمن کے ذیلی دفاتر یا نمائندگان مندرجہ ذیل مقامات پر موجود ہیں:
راولپنڈی/ اسلام آباد، ریاض اور الواسع (سعودی عرب) اور پیرس (فرانس)۔

بقیہ: خصوصیاتِ صحابہ کرام رضؓ

احترامِ صحابہ: امرِ تعبدی

حضراتِ صحابہؓ کی یہ خصوصیات ان کے غالب افراد اور اکثریت کے لحاظ سے ہیں، ورنہ بشریت کے تحت اِس مقدس جماعت میں بعض نا تربیت یافتہ افراد ایسے بھی تھے جن سے کمزوریوں کا صدور ہوا۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے لکھا ہے کہ صحابہؓ کا احترام امرِ تعبدی ہے۔ یعنی شریعت کا دو ٹوک حکم ہے، جس میں عقل و قیاس کے دخل کی اجازت نہیں۔ یہ بات بھی صحابہ کرامؓ کی غالب اکثریت کے لحاظ سے کہی گئی ہے۔ بعض افراد جو صحابیت کی تعریف کا مصداق ضرور تھے مگر انہیں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری تربیت حاصل کرنے کا موقع نہیں ملا تھا ان سے بعض کبیرہ غلطیوں کا صدور ہوا، لیکن ان کمزور افراد نے ارتکابِ گناہ کے بعد اپنے آپ کو حدود اللہ قائم کرنے اور ان گناہوں سے پاک کرنے کے لیے جس طرح پیش کیا تاریخ میں ان واقعات کی مثالیں بھی ملنی مشکل ہیں۔ جماعتِ صحابہ رضؓ کے وہ بعض افراد جن پر حدِ شرعی جاری ہوئی وہ پانچ چھ سے زائد نہیں، اور ان کا تعلق بھی ان قبائل سے تھا جو رسول پاکؐ کی تعلیم و تربیت سے برائے نام ہی فائدہ اٹھا سکے تھے۔ ان میں قبیلہ اسلم کے بعض مرد (ماعز اسلمی) اور بعض غیر معروف خواتین شامل تھیں۔ (جاری ہے)

شعبہ جات کی کارکردگی کا جائزہ

اب مختلف شعبہ جات کی کارکردگی کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔ سب سے پہلے اکیڈمک ونگ جو کتب اور رسائل کی طباعت کے ساتھ ساتھ انجمن کے شعبہ نشرو اشاعت کا بھی ذمہ دار ہے۔ شعبہ حفظ و تجوید' جامع القرآن کا انتظام اور مرکزی لائبریری کی دیکھ بھال اکیڈمک ونگ کی اضافی ذمہ داریاں ہیں۔

اکیڈمک ونگ

اشاعتِ کتب:

اکیڈمک ونگ کے زیر اہتمام سال ۱۹۹۱ء کے دوران درج ذیل نئی کتابیں اور کتابچے شائع کئے گئے:

مرکزی انجمن خدام القرآن' اس کے اغراض و مقاصد اور اس کی سرگرمیوں سے لوگوں کو متعارف کرانے کے لئے بڑے سائز کے ۱۲ صفحات پر مشتمل ایک دیدہ زیب کتابچہ شائع کیا گیا جو مرکزی انجمن کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے ماہانہ دعوتی پروگراموں میں شریک ہونے والے افراد کو دوران سال ہدیہ کیا جاتا رہا۔ مزید برآں تکمیلِ درسِ قرآن کی تقریب کے شرکاء کو بطور ہدیہ دینے کے لئے صدر مؤسس محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی تالیف "دعوت رجوع الی القرآن کا منظر و پس منظر' کا مقدمہ ایک علیحدہ کتابچے کی شکل میں تیار کر کے شائع کیا گیا۔ یہ کتابچہ ۲۴ صفحات پر مشتمل تھا۔

الہدیٰ سیریز کے چار نئے کتابچے دوران سال طبع ہوئے۔ ہر کتابچے کی ضخامت ۲۴ تا ۲۸ صفحات ہوتی ہے اور ہر ایک کتابچہ "الہدیٰ کیسٹ سیریز" کے کسی ایک کیسٹ پر مشتمل ہوتا ہے۔ اب تک ۴۴ میں سے ۱۳ کیسٹوں پر کام مکمل ہو چکا ہے۔

سلسلۂ اشاعتِ تنظیم اسلامی سیریز کے درج ذیل چار کتابیں یا کتابچے شائع کئے

گئے۔ i) عزم تنظیم، ii) تنظیم اسلامی کا تاریخی پس منظر، iii) تعارفِ تنظیم اسلامی، iv) ہیئتِ تنظیمی اور نظام العمل، تنظیم اسلامی ------- یہ چاروں کتابیں تنظیم اسلامی کے اساسی لٹریچر کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ان کتابوں کے بعض مندرجات اس سے قبل مختلف ناموں سے بعض کتابوں میں شامل تھے لیکن اب انہیں نئی ترتیب اور نئے عنوانات کے تحت نئے Get Up کے ساتھ شائع کیا گیا ہے۔

اردو کے علاوہ انگریزی زبان میں مرکزی انجمن کے لٹریچر کی اشاعت کی طرف بھی سال ۱۹۹۱ء کے دوران خصوصی توجہ دی گئی۔ چنانچہ اس ضمن میں دو کتابچوں:

۱) Rise and Decline of Muslim Ummah

۲) Calling People Unto Allah

پر کام مکمل کر لیا گیا ہے اور یہ دونوں کتابچے طباعت کی غرض سے پریس بھجوائے جا رہے ہیں۔

سال ۱۹۹۱ء کے دوران درج ذیل کتابوں کے نئے ایڈیشن شائع کئے گئے۔

(۱) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمارے تعلق کی بنیادیں (۲) رسولِ کاملؐ
(۳) مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق (۴) تاریخ جماعت اسلامی کا ایک گمشدہ باب
(۵) استحکام پاکستان (۶) جماعتِ شیخ الہند اور تنظیم اسلامی
(۷) حُبِّ رسولؐ اور اس کے تقاضے (۸) فرائضِ دینی کا جامع تصور
۹) عظمتِ صوم (۱۰) راہِ نجات
(۱۱) شادی بیاہ کی تقریبات کے ضمن میں ایک اصلاحی تحریک
۱۲) آسان عربی گرامر (۱۳) اسلام کی نشأۃِ ثانیہ
(۱۴) اسلام کا معاشی نظام

کسی کتاب کے نئے ایڈیشن کی طباعت کے موقع پر از سر نو پروف ریڈنگ کر کے کتاب کو اغلاط سے مکمل طور پر پاک کرنے کی سعی کی جاتی ہے۔ اسی طرح معیارِ کتابت و طباعت اور Get Up کو بھی Improve کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ چنانچہ چند ایک کتابوں کو چھوڑ کر بقیہ تمام کتابوں کو پہلے سے بہتر انداز میں شائع کیا گیا۔

اکیڈمک ونگ کے زیر اہتمام طبع ہونے والی کتابوں کی فہرست نامکمل رہے گی اگر دو مزید نئے کتابچوں کا ذکر نہ کیا جائے۔

(i) صدر مؤسس محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے ۱۹۸۰ء کے شمالی امریکہ کے دعوتی سفر کے مشاہدات و تاثرات پر مشتمل ایک جامع کتابچہ "شمالی امریکہ میں اسلام اور مسلمانوں کا حال اور مستقبل" کے زیر عنوان طبع کیا گیا۔

(ii) ماہ رمضان کی آمد پر "عظمتِ صیام و قیامِ رمضان" کے عنوان سے محترم ڈاکٹر صاحب کی کئی تقاریر پر مشتمل ایک اہم کتابچہ پہلی بار بڑی تعداد میں شائع کیا گیا، جو رمضان المبارک کے تحفے کے طور پر بعض مواقع پر تقسیم بھی کیا گیا۔

جرائد (Periodicals) :

دسمبر ۹۰ء تک اکیڈمک ونگ کے زیر انتظام دو ماہانہ رسالے i) حکمت قرآن' اور ii) میثاق طبع ہوتے تھے۔ سال ۹۱ء کے دوران ان میں ایک پندرہ روزہ رسالہ 'ندا' کا اضافہ ہوا اس طرح ہر ماہ شائع ہونے والے رسالوں (Periodicals) کی تعداد ۲ سے بڑھ کر ۴ ہو گئی۔ یعنی ایک ایک شمارہ 'حکمت قرآن' اور 'میثاق' کا اور دو شمارے 'ندا' کے۔ الحمد للہ کہ یہ تمام رسالے سال بھر پابندی کے ساتھ شائع ہوتے رہے۔ ۹۱ء کے دوران میثاق کے ۱۲ شمارے شائع ہوئے۔ 'حکمت قرآن' کے گیارہ شمارے طبع ہوئے (ماہ اپریل مئی کا مشترکہ شمارہ شائع ہوا) اور 'ندا' کے ۲۴ شمارے زیور طباعت سے آراستہ ہوئے۔

'حکمت قرآن' میں جو مرکزی انجمن خدام القرآن کی تحریک رجوع الی القرآن کا نقیب ہے' زیادہ تر ٹھوس علمی مضامین شائع کئے جاتے ہیں —— ڈاکٹر محمد رفیع الدین مرحوم کی نایاب معرکۃ الآرا کتاب 'حکمتِ اقبال' کی اقساط سالِ گذشتہ کی طرح ۹۱ء کے دوران بھی باقاعدگی سے شائع کی جاتی رہیں۔ اسی طرح 'لغات و اعرب قرآن' کی اشاعت میں بھی باقاعدگی رہی۔ 'دعوت رجوع الی القرآن' کے موضوع پر بعض اہل علم و دانش کے قابل قدر علمی مقالات شائع کئے گئے۔

ماہنامہ 'میثاق' میں حسب سابق دروس قرآن کے ساتھ ساتھ صدر مؤسس کے

دعوتی و تحریکی خطابات کی اشاعت کا اہتمام کیا گیا۔ مزید برآں تنظیم اسلامی کی فکری اساس پر مشتمل امیر تنظیم کے بعض اہم پرانے خطابات کو از سرنو Edit کر کے بہتر انداز میں شائع کرنے کے کام کا آغاز بھی کیا گیا۔

'ندا' کو صدر مؤسس کے سیاسی افکار و نظریات کا ترجمان قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس پرچے میں ملی و سیاسی موضوعات پر محترم ڈاکٹر صاحب کے خطابات کے علاوہ بعض پختہ کار صحافیوں کے سیاسی تجزیے بھی شائع کئے جاتے رہے۔ مزید برآں مرکزی انجمن کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے عمومی پروگراموں اور تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی "خلافت کانفرنسوں" کی کوریج بھی اس پرچے کے ذریعے بھرپور طور پر کی گئی۔

جامع القرآن اور اس کا شعبۂ حفظ و تجوید

قرآن اکیڈمی میں جامع القرآن اور اس کے شعبۂ تحفیظِ قرآن کے انتظامی امور کی دیکھ بھال کا کام بھی سال ۹۱ء کے دوران مدیر اکیڈمی کے سپرد کیا گیا۔ ۹۱ء کے دوران اس شعبے کی کارکردگی ذیل میں درج ہے۔

دوران سال طلبہ کی تعداد زیادہ سے زیادہ ۵۶ اور کم سے کم ۴۰ رہی۔ ہاسٹل میں مقیم طلبہ کی تعداد ۹ تا ۱۳، جبکہ ڈے سکالرز کی تعداد ۴۰ تک رہی۔ اس سال بھی شعبۂ حفظ کی کارکردگی حسب سابق نہایت عمدہ، اطمینان بخش اور لائقِ تحسین رہی۔ جنوری ۹۱ء سے دسمبر ۹۱ء تک ۲۳ طلبہ نے حفظِ قرآن کی تکمیل کی۔ ان میں سے اکثر و بیشتر طلبہ نے ڈیڑھ سال سے کم مدت میں حفظ مکمل کیا۔ تین طلبہ نے ایک سال یا اس سے بھی کم مدت میں حفظ مکمل کر لیا۔ سب سے کم عرصہ میں تکمیلِ حفظ کرنے والے حافظ محمد بدر گنائی ولد عابد اقبال گنائی ہیں، جنہوں نے صرف ۸ ماہ ۱۵ یوم میں تکمیل کی۔ صرف ۴ طلبہ ایسے رہے جو دو سال سے زیادہ عرصہ میں حفظ مکمل کر سکے۔ زیادہ سے زیادہ عرصۂ تکمیل ۲ سال ۵ ماہ رہا۔

سال کے دوران شعبۂ حفظ کے ۲ طلبہ اپنی ذاتی مجبوریوں کی بناء پر حفظ کا سلسلہ جاری نہ رکھ سکے، جبکہ ایسے طلبہ جو حفظ میں نہ چل سکنے کی بنا پر ادارہ کی طرف سے خارج کر دیئے گئے، ان کی تعداد ۲۱ رہی۔

جامع القرآن میں مہینہ کے آخری جمعہ کو محترم صدر مؤسس کا خطاب ہوتا ہے۔
نماز فجر کے بعد ہفتہ میں چار دن ڈاکٹر عارف رشید صاحب درس قرآن دیتے ہیں اور باقی تین دن حافظ عاکف سعید صاحب' مدیر اکیڈمی درسِ حدیث دیتے ہیں۔ ان دروس کا دورانیہ تقریباً بیس پچیس منٹ کا ہوتا ہے۔

مرکزی لائبریری

قرآن اکیڈمی لائبریری کو مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کی مرکزی لائبریری کی حیثیت حاصل ہے۔ دراصل یہ لائبریری انجمن کی "Reference" لائبریری ہے جہاں مختلف دینی اور علمی موضوعات پر کتب مطالعہ اور Reference کے لئے دستیاب ہیں۔

۱۹۹۱ء کے آغاز میں لائبریری کی کتابوں کی کل تعداد ۲۰۱۳ تھی' جن میں دوران سال ۲۱۴ کتب کا اضافہ ہوا۔ دوران سال لائبریری سے قریباً ۴۰۰ کتب کا اجراء عمل میں آیا' جو گزشتہ سالوں کی نسبت خاصی کم تعداد ہے۔ اسکی بڑی وجہ یہ ہے کہ قرآن کالج کے طلبہ اکیڈمی ہاسٹل سے کالج کے اپنے ہاسٹل میں منتقل ہوگئے ہیں اور اب لائبریری سے ان کا وہ مکانی قرب نہیں' جو پہلے تھا۔

کوالیفائیڈ اور ٹرینڈ لائبریری سٹاف موجود نہ ہونے کے باعث کیٹلاگنگ کے کام میں بھی پیش رفت توقع سے قدرے کم رہی۔ تاہم قریباً ۴۰۰ کتب کے کیٹلاگ کارڈز تیار ہوئے اور انہیں کیٹلاگ کیبنٹ میں ترتیب سے لگایا گیا۔ اس ضمن میں حسب سابق پنجاب یونیورسٹی کے ایک سینئر لائبریرین (حافظ مختار احمد گوندل صاحب) کی اعزازی خدمات حاصل رہیں جو گاہے بگاہے تشریف لاکر مناسب رہنمائی فرماتے رہے۔

لائبریری میں بالعموم روزانہ پانچ اخبارات منگوائے جاتے ہیں' جن میں سے ۳ اردو اور ۲ انگریزی ہیں۔ مزید برآں ایک اردو روزنامہ (وفاق) بذریعہ ڈاک اعزازی طور پر موصول ہوتا ہے' جو اگلے روز موصول ہونے کی وجہ سے قارئین کی توجہ سے محروم رہتا ہے۔

۱۹۹۱ء کے آغاز تک لائبریری میں ۱۲۰ کے قریب رسائل و جرائد موصول ہو رہے تھے۔ دوران سال ایک ہفت روزہ اور سات ماہناموں کا اضافہ ہوا۔

مزید براں قریباً چالیس رسائل و جرائد وقتاً فوقتاً بے قاعدہ طور پر موصول ہوئے۔

مکتبہ

۱۹۹۱ء کے دوران بھی مکتبہ حسب معمول رجوع الی القرآن کی دعوت ملک کے اندر اور ملک سے باہر دور دراز ملکوں تک پہنچانے میں مصروف رہا۔ اکیڈمک ونگ کے زیر اہتمام شائع شدہ کتابوں اور کتابچوں اور پندرہ روزہ اور ماہانہ جریدوں کے subscribers کو بروقت ترسیل مکتبہ کی ذمہ داری ہے۔ اسی طرح محترم صدر مؤسس کے دروس اور خطابات کے آڈیو اور ویڈیو کیسٹس جو شعبہ ذرائع سمع و بصر تیار کرتا ہے، ان کا مناسب تعداد میں سٹاک رکھنا اور انکے آرڈرز کی فوری تعمیل کا ذمہ دار بھی مکتبہ ہی ہے۔

سال ۱۹۹۱ء کے دوران مکتبے نے ۱۵۳۸۰ آڈیو کیسٹس اور ۱۰۵ ویڈیو کیسٹس سپلائی کئے جبکہ سال ۱۹۹۰ء میں یہ تعداد بالترتیب ۱۸۲۹۷ اور ۱۵۵۰ تھی، جو کہ سال ۱۹۹۰ء کے مقابلے میں بالترتیب ۱۵ فی صد اور ۲۸ فی صد کم رہی۔

دوران سال صدر مؤسس کے دورۂ ترجمۃ القرآن کے آڈیو سیٹ کی فروخت ۷۹ سیٹ تھی اور ویڈیو سیٹ کی تعداد ۱۵ رہی۔ ۱۹۹۰ء میں یہ تعداد بالترتیب ۶۵ اور ۲۴ سیٹ تھی۔

۱۹۹۱ء میں مکتبہ سے حسب ذیل تین جرائد شائع ہوتے رہے:

- ماہنامہ میثاق
- ماہنامہ حکمت قرآن
- پندرہ روزہ ندا

رجوع الی القرآن کی دعوت کے فروغ کا ایک اہم ذریعہ لائبریریاں ہیں۔ مرکزی لائبریری کے علاوہ بھی اکیڈمی کے باہر لب سڑک ایک لائبریری قائم ہے۔ اور ایک لائبریری نیو گارڈن ٹاؤن برکت مارکیٹ میں ہے۔ علاوہ ازیں ابلاغ کا ایک ذریعہ وہ اسٹال ہیں جو ہر جمعہ کو مسجد دارالسلام میں لگتے ہیں۔ اور ایسے ہی اسٹال ہر مخصوص اجتماع کے موقع پر لگائے جاتے ہیں۔

جنرل ایڈمنسٹریشن

۱۹۹۱ء کے دوران اس شعبہ کے قابل ذکر achievements درج ذیل تھے۔

(۱) کمیونی کیشن کی اضافی سہولتوں کا حصول

(i) اکیڈمی کے ٹیلی فون ایکسچینج میں ایک نمبر کا اضافہ اور اس کے ساتھ مختلف شعبوں کو extensions کی فراہمی۔

(ii) محترم صدر مؤسس کے لئے ISD کی سہولت کے ساتھ ایک ڈائریکٹ لائن کا حصول

(iii) ایک اور نئے ISD نمبر پر FAX کی انسٹالیشن (installation)

(iv) قرآن کالج میں ایک نئی ٹیلی فون لائن کا اضافہ

(۲) کمپیوٹرائزیشن (Computerization)

(i) "میثاق" اور "حکمت قرآن" کی طرح پندرہ روزہ "ندا" کے subscribers کے کوائف کمپیوٹر میں اسٹور کردیئے گئے ہیں۔ اس طرح رسالہ کے dispatch کے لئے نام اور پتے اب مشین چھاپ دیتی ہے اور زر تعاون ختم ہونے کا indication خود بخود دیتی ہے۔

(ii) اراکین انجمن کے کوائف بھی کمپیوٹر میں اسٹور کردیئے گئے ہیں۔ چنانچہ ارکان کو بھیجے جانے والے خطوط اور نوٹسز وغیرہ کے لئے پتے اب یہی مشین چھاپتی ہے۔ کسی رکن کا کب تک کا زرِ تعاون وصول ہوا ہے اس کا ریکارڈ اور زر تعاون کی مختلف statistics کمپیوٹر سے فوری طور پر دستیاب ہوتی ہیں۔

(iii) مکتبہ کے کھاتہ داروں کا حساب اب کمپیوٹر پر ہے۔ اس سلسلہ میں اہم استعمال ادھار کا aged analysis ہے، یعنی ہر ماہ (ویسے جب بھی ضرورت ہو) مشین ہر ادھار کھاتہ کی رقم کا تعین ۳-۱ ماہ، ۶-۴ ماہ، ۹-۷ ماہ، ۱۲-۱۰ ماہ اور ۱۲ ماہ سے زیادہ کے بریکٹس (brackets) میں کردیتی ہے۔ تاکہ زیادہ پرانے حسابات کی وصولی پر خصوصی توجہ دی

جائے۔

(iv) مشین ماہانہ اور year todate اخراجات کا تقابل گذشتہ سال کے comparative مہینہ اور year todate اخراجات سے کرتی ہے اور رقم میں گذشتہ سال سے کمی یا زیادتی اور اس کا فیصد (percentage) بتا دیتی ہے۔ یہ پروگرام تیار کر لیا گیا ہے اور ان شاء اللہ جنوری ۹۲ء سے رپورٹ تیار ہونا شروع ہو جائیگی۔

کمپیوٹر کا موجودہ سسٹم batch processing کی طرز پر ہے جو manual سسٹم کے مقابلہ میں تو بہت بہتر ہے لیکن موجودہ state of the art کو دیکھتے ہوئے خاصا فرسودہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا تو ہم پلان کررہے ہیں کہ ۱۹۹۲ء میں نسبتاً ایک بڑا کمپیوٹر install کریں جس میں مختلف شعبوں کو ٹرمینل مہیا کئے جائیں اور وہ اس کے ذریعہ اپنی activity "جب اور جیسے" وقوع پذیر ہو، کمپیوٹر میں feed کرسکیں۔ اس طرح transactions ایک بار کمپیوٹر میں داخل کئے جانے کے بعد مشین ہر طرح کی رپورٹ، نوٹسز، reminders اور statistics بڑی سرعت کے ساتھ تیار کرسکتی ہے۔

کمپیوٹر خریدنے کے لئے رقم کے ساتھ ساتھ technical اسٹاف یعنی system analyst اور پروگرامرز کی ضرورت بھی اتنی ہی اہم ہے۔ اسی طرح شعبہ جات میں ٹرمینل استعمال کرنے والے اسٹاف کی ٹریننگ بھی از بس ضروری ہے۔ ان ضرورتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک feasibility study بنائی جارہی ہے۔

(۳) استقبالیہ (Reception)

قرآن اکیڈمی تشریف لانے والے معزز مہمانوں کے استقبال اور ان کی سہولت کے لئے "استقبالیہ" کا انتظام کیا گیا ہے۔ "استقبالیہ" خصوصیت سے نئے ملاقاتیوں کی، جو شعبہ جات کی location یا ان کے مینیجرز سے واقف نہ ہوں، رہنمائی کرتا ہے اور متعلق مدیر شعبہ کو فون پر مہمان گرامی کی آمد سے مطلع کرتا ہے۔

امید ہے کہ اس سہولت سے ایک پرانی شکایت کہ "اکیڈمی جائیں تو کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا" اب بہت حد تک رفع ہوگئی ہوگی۔

شعبہ نشر القرآن

۱۹۹۰ء سے آڈیو اور ویڈیو کیسٹس کی ریکارڈنگ اور کاپی کرنے کی ذمہ داری شعبہ نشر القرآن کو تفویض ہوئی ہے۔ ہرچند آڈیو کیسٹس کے لئے نئی ریکارڈنگ مشین کا انتظام کیا گیا ہے اور کاپی کئے ہوئے کیسٹس کو چیک کرنے کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے اس کے باوجود یہ شعبہ مندرجہ ذیل handicaps کے ساتھ کام کر رہا ہے۔

(i) پاکستانی کیسٹس کا استعمال۔ جاپانی کیسٹ اتنے مہنگے ہیں کہ عام طور پر ہمارے خریدار انہیں afford نہیں کرسکتے۔

(ii) پاکستان اسمبلڈ Copying مشین۔ کیسٹ کی طرح، امپورٹڈ Copying مشین بھی کئی گنا گراں ہیں اور جس قیمت پر ہم کیسٹ سپلائی کرتے ہیں، اس قیمت پر ان مشینوں کو ہم afford نہیں کرسکتے۔

(iii) ماسٹر کیسٹ کو چیک کرنے بعد، ہر کاپی کو بھی سو فیصد چیک کرنا ناممکن ہے۔ اس لئے copies کو کچھ جگہ سے randomly چیک کیا جاتا ہے۔

(iv) محترم صدر مؤسس کے خطابات بالعموم پبلک جلسہ گاہوں یا مساجد میں ریکارڈ کئے جاتے ہیں۔ ہفتہ وار درس قرآن اب اگرچہ آڈیٹوریم میں ریکارڈ ہوتا ہے جو جلسہ گاہوں کے مقابلہ میں تو پرسکون مقام ہے لیکن پھر بھی اسٹوڈیو کی طرح ساؤنڈ پروف نہیں ہے۔

لہٰذا مندرجہ بالا handicaps کے ساتھ ہمارے ریکارڈ کئے ہوئے کیسٹس میں اسٹوڈیو ریکارڈنگ کی کوالٹی کی توقع عبث ہے۔ لیکن الحمد للہ کہ محترم صدر مؤسس کے خطابات اور دروس قابلِ قبول کوالٹی کے ساتھ ہزاروں کی تعداد میں ہر سال تیار کئے جارہے ہیں۔

عَنْ عُثْمَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُد)

قرآن کالج

آپ کے علم میں ہے کہ قرآن کالج ایک سالہ دینی کورس کے علاوہ طلبہ کو F.A سال اول سے B.A فائنل تک کے لئے تیار کرتا ہے۔ ۱۹۹۱ء میں قرآن کالج کے نظام میں دو تبدیلیاں کی گئیں۔ ایک یہ کہ بی۔اے تھرڈایئر کی طرح ایف۔اے میں بھی طلبہ سے اضافی سال لیا گیا کہ پہلے ان کی انگریزی ٗاردو اور عربی کی بنیادیں مستحکم کی جائیں اور ساتھ ہی دینی نصاب کا ایک بڑا حصہ مکمل کرایا جائے اور اس کے بعد دو سال میں ایف۔اے کے نصاب کی تعلیم دی جائے۔ یہی وجہ ہے کہ ۱۹۹۱ء میں میٹرک پاس کرنے والے طلبہ کو ایف۔اے سال اول کے بجائے ایف۔اے سال اضافی میں داخلہ دیا گیا۔

دوسری تبدیلی یہ کی گئی ہے کہ ایک سالہ کورس کو دو سمسٹرز میں تقسیم کر دیا گیا۔ مقصد یہ ہے کہ اگر کوئی طالب علم ایک سال کے لئے اپنی مصروفیات سے فارغ نہیں ہو سکتا تو چھ ماہ میں پہلا سمسٹر مکمل کر لے اور جب بھی موقع ملے دوبارہ چھ ماہ میں دوسرا سمسٹر مکمل کر لے۔ یہ سہولت خصوصیت سے ان professionals یعنی ڈاکٹر ٗ انجینئر حضرات کے لئے کارآمد ہو سکتی ہے جو مسلسل ایک سال کے لئے تفریغ اوقات نہیں کر سکتے۔ جو حضرات پورے سال کے لئے اپنے آپ کو فارغ کر سکتے ہیں وہ ایک سال میں دونوں سمسٹرز مکمل کر سکیں گے۔

۱۹۹۱ء میں ایف۔اے سال اضافی میں ۳۴ طلبہ کو داخلہ دیا گیا۔ دوران سال بعض طلبہ خود کالج چھوڑ گئے اور بعض کا اخراج عمل میں لایا گیا چنانچہ اس وقت زیر تعلیم طلبہ کی تعداد ۲۵ ہے۔ ایک سالہ کورس کے پہلے سمسٹر میں ۲۲ طلبہ کو داخلہ دیا گیا جن میں سے فی الوقت ۱۴ طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ بی۔اے سال اضافی میں چار طلبہ کو داخلہ دیا گیا جو مذکورہ تعداد میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اس وقت کالج میں طلبہ کی مجموعی تعداد ۹۱ ہے۔

۱۹۹۱ء میں ایک سالہ کورس کے لئے امریکہ سے ہائی اسکول گریجویٹس کو attract کرنے کی کوشش کی گئی۔ ایک سالہ کورس کے پراسپکٹس کا انگریزی ترجمہ میثاق میں شائع

کیا گیا۔ لیکن تجربہ سے معلوم ہوا کہ امریکہ میں رہائش پذیر نوجوانوں کو اردو نہیں آتی' اردو پڑھنا تو درکنار وہ نہ اردو سمجھ سکتے ہیں نہ بول سکتے ہیں۔ قرآن کالج میں medium of instruction اردو ہے۔ لہٰذا امریکہ سے آئے ہوئے طلبہ کے لئے یہ بڑا handicap ہے۔ ایسے طلبہ کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ پہلے کئی ماہ کسی private tutor سے اردو سیکھنے میں صرف کریں۔ شاید اس کی بہتر صورت یہ ہے کہ وہ امریکہ میں ہی گھر پر یا کسی استاد سے اردو کی استعداد حاصل کرنے کے بعد ایک سالہ کورس میں داخلہ لیں۔

کالج میں کُل وقتی اساتذہ کی موجودہ تعداد گیارہ ہے، جن میں سے ایک استاد معاشیات میں پی ایچ ڈی کرنے کے لئے study leave پر ہیں۔ ان کے علاوہ چار اساتذہ بطور visiting professor خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

۱۹۹۱ء کے دوران ایف۔اے سال اول ' ایف۔ اے سال دوم اور بی۔اے سال دوم کے نتائج کا اعلان بورڈ اور یونیورسٹی کی طرف سے ہوا تھا۔ عربی کے پرچے کی تیاری کے لئے مناسب وقت نہ ملنے کے باعث ایف۔ اے سال اول کے طلبہ کو کالج کی جانب سے عربی کا پرچہ دینے سے روک دیا گیا تھا۔ اس لئے کہ بورڈ کی جانب سے یہ سہولت دی گئی تھی کہ اگر کوئی طالب علم کسی مضمون کا امتحان پہلے سال نہ دینا چاہے تو دوسرے سال کے اختتام پر دونوں سالوں کا اکٹھا امتحان دے سکتا ہے۔ اس طرح اس کلاس کے تیس طلبہ نے چار پرچوں میں بورڈ کے امتحان میں شرکت کی۔ ان میں سے تیرہ طلبہ چاروں پرچوں میں کامیاب ہوئے' گیارہ طلبہ تین پرچوں میں پاس ہوئے' جبکہ چھ طالب علم فیل ہو گئے۔ ایف۔اے سال دوم کے امتحان میں بتیس طلبہ شریک ہوئے، جن میں سے سولہ طلبہ پاس ہوئے، بارہ طلبہ کمپارٹمنٹ میں آئے جب کہ چار طلبہ فیل ہوئے۔ پاس ہونے والے تمام طلبہ نے سیکنڈ ڈویژن حاصل کی۔ بی ۔ اے سال دوم کے دس طالب علم یونیورسٹی کے امتحان میں شریک ہوئے ان میں سے پانچ طلبہ پاس ہوئے۔ تین طلبہ انگلش میں اور ایک طالب علم مطالعہ پاکستان میں کمپارٹمنٹ میں آئے۔ ایک طالب علم فیل ہوا۔ پاس ہونے والے طلبہ میں سے ایک فرسٹ ڈویژن میں اور چار طلبہ سیکنڈ ڈویژن میں پاس ہوئے۔

مذکورہ بالا نتائج سے ہم مطمئن نہیں ہیں اور انہیں بہتر بنانے کے لئے کوشاں ہیں۔ بہرحال موجودہ نتائج پر بھی ہم پر اللہ کا شکر واجب ہے کہ مذکورہ نتائج نہ صرف بورڈ و یونیورسٹی کی اوسط سے بہت بہتر ہیں بلکہ لاہور کے متعدد مشہور و معروف کالجز سے بھی اچھے ہیں۔

کالج میں ماہانہ ٹیسٹ کے علاوہ ششماہی اور سالانہ امتحان کا نظام بھی قائم ہے۔ ہاسٹل میں رہائش پذیر طلبہ کے لئے مغرب تا عشاء ہوم ورک کلاس میں حاضری لازمی ہے۔ اس کے علاوہ جو طلبہ پڑھائی میں کمزور ہوتے ہیں ان کے لئے عصر تا مغرب بھی ہوم ورک کلاس لازم کردی جاتی ہے۔

قرآن کالج ہاسٹل

بیرون لاہور سے قرآن کالج میں داخلہ لینے والے طلبہ کے لئے یہ چیز بنیادی اہمیت کی حامل ہے کہ انہیں کالج سے قریب کم خرچ رہائش اور میس کی سہولت میسر ہو۔ الحمد للہ قرآن کالج ہاسٹل مطلوبہ سہولت مہیا کرتا ہے۔ کالج سے متصل ایک تین منزلہ عمارت میں ۷۵ طلبہ کی رہائش کا انتظام موجود ہے۔ ساتھ ہی صبح کے ناشتہ اور دوپہر اور رات کے کھانے کے لئے mess کی سہولت ہے۔ دسمبر۹۱ء میں ہاسٹل میں رہائش پذیر طلبہ کی تعداد ۶۱ تھی۔

کالج میں تعلیم کی طرح، ہاسٹل میں مقیم طلبہ کی تربیت کو بھی برابر کی اہمیت دی گئی ہے۔ ان طلبہ کے معمولات کو مندرجہ ذیل حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے:۔
(۱) تعلیمی سرگرمی (۲) تربیت (۳) فرائض کی پابندی (۴) نوافل کی ترغیب (۵) ڈسپلن (۶) جسمانی ورزش (۷) تفریح (۸) فارغ اوقات

متصل مسجد میں پنج وقتہ باجماعت نماز کے علاوہ فجر کی نماز کے بعد قرآن مجید کی تلاوت ہاسٹل میں مقیم طلبہ کے لئے لازمی قرار دی گئی ہے۔ نفل عبادت جس میں تہجد اور ایامِ بیض کے روزے شامل ہیں، کی ترغیب و تشویق کے ساتھ ساتھ روز مرہ کے معمولات میں اتباعِ سنت کے اہتمام کی خصوصی تاکید کی جاتی ہے۔ کالج سے متصل پلاٹ پر آؤٹ ڈور کھیلوں کا انتظام ہے۔ صبح ۲۰ سے ۲۵ منٹ جسمانی ورزش کا انتظام کیا جاتا

ہے۔ طلبہ کے لئے دارالمطالعہ موجود ہے۔ جب بھی ممکن ہو ہفتہ میں ایک دن سائنسی معلوماتی فلم ویڈیو کے ذریعہ دکھائی جاتی ہے۔

خط و کتابت کورس

"قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی" اور "عربی گرامر" کورسز ۹۱ء کے دوران معمول کے مطابق جاری رہے۔ "قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی" پر مبنی کورس میں دورانِ سال کل ۸۸ طلبہ نے داخلہ لیا جن میں سے ۲۲ نے آغاز میں یا چند اسباق کے بعد کورس کو خیرباد کہہ دیا جبکہ بقیہ ٦٦ کامیابی سے اپنا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ دسمبر ۹۱ء میں کورس شروع ہونے کے وقت سے طلبہ کی کل تعداد ۵۸۹ تک پہنچ گئی تھی۔ ۱۹۹۱ء کے دوران ۲۷ طلبہ نے یہ کورس مکمل کرلیا۔

"عربی گرامر" خط و کتابت کورس میں دوران سال کل ۱۳۹ طلبہ نے داخلہ لیا جن میں سے ۴۵ نے آغاز میں یا چند اسباق کے بعد کورس کا سلسلہ ختم کردیا۔ بقیہ ۹۴ کامیابی سے سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ۱۹۹۱ء کے دوران دو طلبہ نے یہ کورس مکمل کرلیا۔ کورس کے شروع ہونے سے دسمبر ۹۱ء کے آخر تک طلبہ کی کل تعداد ۱۹۵ تک پہنچ جاتی ہے۔

جنرل کلینک

سال ۱۹۹۱ء کے دوران قرآن اکیڈمی جنرل کلینک کے قرب و جوار میں رہائش پذیر حضرات نے خاصی تعداد میں کلینک سے استفادہ کیا۔ ہر ماہ تقریباً ۴۰۰ (چار سو) مریضوں کا معائنہ کیا گیا اور بہت کم ادائیگی پر معیاری ادویات فراہم کی گئیں۔ قرآن کالج کے ہاسٹل میں رہائش پذیر طلبہ اور قرآن اکیڈمی کے رہائش کنندگان کو بغیر کسی ادائیگی کے ادویات دی گئیں —— قرآن اکیڈمی اور قرآن کالج میں لگ بھگ ڈیڑھ صد طلبہ رہائش پذیر ہیں جن کو جنرل کلینک کی شکل میں علاج معالجہ کے لئے بہت بڑی سہولت حاصل ہے۔ علاوہ ازیں گرد و نواح میں رہنے والا متوسط طبقہ بھی خاصی تعداد میں جنرل کلینک سے استفادہ کرتا ہے۔ شعبہ امراض چشم میں ہفتہ میں دو دن ڈاکٹر عارف رشید صاحب پہلے سے وقت دیئے گئے مریضوں کا معائنہ کرتے ہیں۔

مالی گوشوارے (Financial Statements)

حساب آمد و خرچ برائے سال 1991ء

آمدن

ماہانہ اعانت	726,475.00
خصوصی اعانت منظر	1,005,193.06
خصوصی اعانت:	
اشیاء و جائیداد	509019.00
زکوٰۃ و صدقات	467,275.00
NIT * پر منافع	149,234.50
دیگر آمدنی	43091.00
میزان	2,898,287.56

اخراجات

قرآن کالج (اخراجات منہا آمدن)	315,131.20
ہاسٹل قرآن کالج	
(اخراجات منہا آمدن)	148,841.84
قرآن اکیڈمی کلینک	
(اخراجات منہا آمدن)	16,159.00
محاضرات قرآنی	43,528.50
زکوٰۃ	84,071.00
دعوت و تبلیغ	43,283.50
مسجد	89,224.40
قرآن اکیڈمی ہاسٹل اور میس	63,752.00
اسٹاف کی تنخواہ	561,882.00
ٹیلی فون، فیکس، بجلی پانی اور گیس	104,903.50
آڈیٹوریم	48,618.00
اولڈ ایج بینفٹ انسٹی ٹیوشن	110,570.00
مرمت اور مینٹیننس	139,623.00
دیگر اخراجات	346,623.52
آمدنی منہا اخراجات	782,076.10
میزان	2,898,287.56

* اس ضمن میں ایک اہم نوٹ سامنے کے صفحہ پر ملاحظہ فرمایئے

ایک اہم وضاحت

۱۹۹۰ء کی سالانہ رپورٹ میں انجمن کے financial statements میں NIT کی مد پر انجمن کے بعض احباب نے توجہ دلائی تھی کہ اس میں سود کا احتمال ہوتا ہے لہٰذا اس سے اجتناب کیا جائے۔ اس وقت بھی ہم نے اپنی مجبوری 'حکمت قرآن' ماہ جون ۹۱ء میں شائع کردی تھی اور اب ایک بار پھر اظہار حقیقت کے طور پر یہ صفائی پیش کررہے ہیں۔

مرکزی انجمن چونکہ CBR سے رجسٹرڈ ہے' اس لئے اس کے قوانین کی پابند ہے۔ CBR کی ایک بندش انجمن پر (اور ہر سوسائٹی پر جو CBR سے رجسٹرڈ ہے) یہ ہے کہ سال کے خاتمہ پر اگر نقد رقم یا بینک بیلنس دس ہزار روپے سے زائد ہے تو اس زائد رقم سے گورنمنٹ securites یا NIT یونٹس خریدنا لازم ہے۔ ۱۹۹۰ء کے دوران ہم نے CBR سے اس شق سے exemption کے لئے درخواست دی تھی جو منظور نہیں کی گئی۔ ۱۹۹۱ء میں ہم نے CBR میں پھر apply کیا' اس بار CBR نے صرف اتنا کرم کیا ہے کہ بیلنس کی limit دس ہزار سے بڑھا کر پچیس ہزار کردی ہے لیکن عملی طور پر یہ رعایت نہ ہونے کے برابر ہے۔

آمد و خرچ اور بیلنس شیٹ کی figures جنوری تا دسمبر ۹۱ء کے آڈٹ شدہ حسابات سے لی گئی ہیں۔ ہمیشہ کی طرح ۹۱ء میں بھی میسرز رحمٰن سرفراز اینڈ کمپنی چارٹرڈ اکاؤنٹنٹس نے انجمن کے اکاؤنٹس آڈٹ کئے۔ وہ نہ صرف اعزازی طور پر آڈٹ کرنے کے لئے ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں بلکہ اس لئے بھی کہ وہ خصوصی توجہ دے کر اور manpower لگا کر ہمیں بڑے کم وقت میں اپنی رپورٹ دے دیتے ہیں اور اس طرح ہم یہ معلومات بروقت اپنی سالانہ رپورٹ میں شائع کرسکتے ہیں۔

بیلنس شیٹ برائے سال 1991ء

املاک (Assets)

مستقل اثاثہ جات	17,101,436.82
NIT میں سرمایہ کاری	779,406.00
مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن	1,235,533.00
ادویات کا سٹاک اور سٹور	12,412.22
پیشگی رقوم و دیگر واجب الوصول رقوم	174,332.44
تعلیمی قرض برائے طلبہ	45,940.00
بنک میں موجود رقم	6192.14
امپریسٹ فنڈ	1100.70
	19,356,353.32

Balance Sheet
As at 31st December, 1990

ادائیگی کی ذمہ داریاں (LIABILITIES)

1,774.000.00	فکسڈفنڈز (موسسین، محسنین اور مستقل اراکین کی یکمشت ادائیگی)
2,335,236.91	قرآن اکیڈمی فنڈ
10,634,535.53	قرآن کالج اور آڈیٹوریم فنڈ
205,000.00	مدینہ روڈ اور قرآن سکول فنڈ
41,970.00	تعلیمی قرض فنڈ
120,609.62	سیکیورٹی ڈیپازٹ
5,375.00	قابل ادائیگی اخراجات
3,457,550.16	میزان آمدنی منہا اخراجات یکم جنوری 1991
782,076.10	میزان آمدنی منہا اخراجات سال 1991ء
19,356,353.32	

اختتامیہ

سالانہ رپورٹ مرتب کرتے وقت انبساط و فخر اور مایوسی و ندامت کے ملے جلے جذبات طاری رہے۔ جب دعوت رجوع الی القرآن کے مشن کا خیال کرتا تھا تو خود بخود ایک فخر کا احساس ابھرتا تھا کہ میں بھی اس عظیم تحریک کا ایک حصہ ہوں اور اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا تھا کہ اس تحریک میں شرکت اس کی توفیق سے ہوئی۔ لیکن جب اپنی کم کوشی اور کوتاہیوں پر نظر پڑتی تھی تو ندامت سے سر جھک جاتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دوں گا۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ میری ان ادنیٰ کاوشوں ہی کو قبول فرمالے تو اس کی رحمت سے کچھ بعید بھی نہیں۔

یہ سالانہ رپورٹ اس بات کی طرف آپ کی توجہ دلا کر ختم کر رہا ہوں کہ ہم میں سے ہر فرد خود ہی اپنا محاسبہ کرے کہ کیا وہ دعوت رجوع الی القرآن کی تحریک کے لئے جو کچھ کر سکتا ہے، کر رہا ہے؟ اگر ہمارا دل گواہی دے کہ ہم اپنی امکان بھر کوشش کر رہے ہیں تو سجدۂ شکر بجا لائیں۔ لیکن اگر احساس یہ ہو کہ جو بھاگ دوڑ ہم دنیا کے لئے کر رہے ہیں دین کے لئے ہماری جدوجہد اتنی بھی نہیں تو یہ ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ ہم اپنا مال، اپنا وقت، اپنی صلاحیتیں، اپنی جان کس مقصد کے لئے بچا بچا کر رکھ رہے ہیں کیا دعوتِ دین سے بڑھ کر کوئی اور اعلیٰ مقصد بھی ہے؟ دین کی سربلندی کے لئے اگر ہم اپنا تن، من، دھن، سب کچھ بھی لگا دیں تب بھی یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ ؎

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا!

مکتوب گرامی مولانا اخلاق حسین قاسمی دہلوی

محترم ڈاکٹر صاحب' السلام علیکم' مزاج گرامی!

دارالعلوم حیدر آباد جانا ہوا' حیدر محی الدین غوری صاحب ازراہ کرم تشریف لے آئے اور انجمن خدام القران کے دفتر کی زیارت کرائی' چند احباب کھانے پر بھی مدعو کئے گئے بڑی محبت سے پیش آئے اور کافی دیر باتیں ہوتی رہیں۔ خدا کرے کہ وہ ایک دینی تربیت گاہ قائم کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔

خدا تعالٰی کی حکمت دیکھئے' علاقہ میں ایک ٹی وی مرکز قائم ہوا ہے جس میں مختلف پروگرام دکھائے جاتے ہیں۔ میرے ایک عزیز آپ کا ابو ظبی والا ویڈیو کیسٹ مکہ معظمہ سے لے آئے تھے' العصر کی تقریر کا' میں نے وہ اس پر چلوایا اور کئی دن تک صبح نو بجے آپ کی تقریر علاقہ میں سنی گئی' کرسی پر بیٹھ کر کروٹیں بدلتے ہوئے تو آپ کو سنا تھا مگر لحاف میں لیٹ کر نہایت آرام سے سننے میں جو لطف آیا وہ کچھ اور ہی تھا' آپ کے ہاں یہ کیف کیسے حاصل ہو سکتا ہے' ادب آداب کا تکلف ہوتا ہے اور ہم جیسا کمزور آدمی زیادہ دیر تک نشاط قائم نہیں رکھ سکتا' اندازہ ہوا کہ استفادہ کے لئے نشاط قائم رہنا ضروری ہے۔ رمضان المبارک میں بہرحال یہ خیال پیدا ہوا کہ دو ایک راتیں آپ کے پروگرام میں گزاری جائیں لیکن کیسے گزاری جائیں؟

بمبئی کے پروگرام کے متعلق حیدر آباد میں معلوم ہوا کہ ویزا نہ ملنے کی وجہ سے ملتوی ہو گیا۔ جون کا انتظار رہا' حیدر آباد کے بعد مایوسی ہو گئی۔ آپ کی تقریروں کے آڈیو ٹیپ تو سنتا ہی رہتا ہوں لیکن وڈیو کے ذریعے روبرو خطابت میں جو بات پیدا ہوئی اس کا جواب نہیں!

ملتان میں رمضان المبارک کا پروگرام خوب رہا ہو گا حکمت قرآن مارچ ۹۰ء کا موصول ہو گیا شکریہ' اس کی ضرورت تھی۔

خلافت تحریک کی روداد پڑھتا رہتا ہوں اور آپ کی سخت ترین محنت اور خلوص کی کامیابی کے لئے دعا گو ہوں ----- میں نے لکھا تھا کہ رمضان المبارک میں آپ سے ملاقات اور خطابت سے مشرف ہونے کا غیبی موقع ملا' (یعنی وڈیو کیسٹ کے ذریعے) بڑا لطف آیا۔ جملہ رفقاء کی خدمت میں سلام مسنون۔ حکمت کے لئے دو مضمون ارسال ہیں۔

طالب دعا

اخلاق حسین قاسمی

May 1992 Regd No. L. No. 8193

MONTHLY
HIKMAT_E_QURAN
LAHORE
VOL. 11
NO. 5

مرکزی **انجمن خدّام القرآن** لاہور

کے قیام کا مقصد

منبع ایمان —— اور —— سرچشمۂ یقین

قرآنِ حکیم

کے **علم و حکمت** کی

وسیع پیمانے —— اور —— اعلیٰ علمی سطح

پر تشہیر و اشاعت ہے

تاکہ اُمتِ مسلمہ کے فہیم عناصر میں **تجدیدِ ایمان** کی ایک عمومی تحریک برپا ہو جائے

اور اس طرح

اسلام کی نشأۃِ ثانیہ —— اور —— غلبۂ دینِ حق کے دورِ ثانی

کی راہ ہموار ہو سکے

وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ